THE ALFAZL QADIAN

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے | عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر :- غلام نبی ٭ اسسٹنٹ - مہر محمد خان

نمبر ۲۵	مورخہ ۱۳ / اکتوبر ۱۹۲۱ء	یوم پنجشنبہ	مطابق ۱۰ / صفر المظفر ۱۳۴۰ھ	جلد ۹

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں ٭

اس ہفتہ کئی ایک اصحاب تشریف لائے۔ چنانچہ خانصاحب منشی فرزند علی صاحب مع چند اور دوستوں کے فیروزپور سے۔ بابو جلال الدین صاحب گوجرانوالہ سے۔ مولا بخش صاحب گورداسپور سے اور بعض کالجیٹ صاحبان۔

آریہ اپدیشک تو ایک ہی مباحثہ کرکے خاموش ہوگیا اور آریہ کسی اور کو بلانے کی کوشش کررہے ہیں۔ جو تاحال نہیں پہنچا۔ لیکن ہماری طرف سے روزانہ رات کے وقت آریہ دھرم کے متعلق لیکچر شروع ہیں ٭

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

(۴۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء - بعد نماز ظہر)

کیفیت مزاج

جناب چوہدری فتح محمد صاحب کے دریافت کرنے پر کیفیت مزاج بتاتے ہوئے فرمایا کہ عموماً مجھے خود بخار کا احساس نہیں ہوتا۔ البتہ مقیاس الحرارت کے ذریعہ یا جب کسی دوسرے شخص کا ہاتھ لگے۔ تب معلوم ہوتا ہے کہ میرا جسم گرم ہے۔

فرمایا۔ لوگوں سے بھی سنا تھا۔ مگر اب خود کشمیر کے متعلق تجربہ ہوا۔ کہ وہاں جاکر تو صحت اچھی ہو جاتی ہے۔ مگر واپس آنے پر پھر خراب۔ چنانچہ ہمارے قافلے والوں میں سے اکثر کی طبیعت واپس آنے کے بعد خراب ہوگئی۔ حافظ صاحب کو زکام ہوگیا۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کو زکام ہوا۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی طبیعت پھر خراب ہوگئی۔ ورنہ بہت اچھی ہوگئی تھی کشمیر جانے سے پہلے وہ بہت کمزور ہوگئے تھے ٭

فرمایا۔ جس قدر پہاڑ دیکھے ہیں۔ انمیں ڈلہوزی بلحاظ نظارے اور صحت کے اچھی جگہ ہے۔ ڈاکٹری رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈلہوزی پر سینکڑوں میلوں سے ہوا صاف آتی ہے۔ کشمیر کے متعلق فرمایا کہ وہاں کثرت سے پسو ہیں۔ بعض دفعہ تمام رات جاگ کر ختم کی جاتی تھی۔ اور پسو ایسے سخت جان ہیں کہ آدھی آدھی ڈبیا پسو پوڈر چھڑکنے کے باوجود وہ اپنے کام میں لگے رہتے تھے۔ کشمیری لوگ جو اس کا علاج بتلاتے ہیں وہ اس سے بھی عجیب ہے۔ کہ جب بستر میں لیٹے اور پسو تمام بستر میں گھس گئے۔ جلدی سے اُٹھے اور تمام کپڑوں کو لپیٹ کر باہر رکھ دیا۔ اور آکر لیٹ گئے۔ اور اگر پھر کاٹیں تو پھر اسی طرح کیا جائے ٭

(۴ - اکتوبر ۱۹۲۱ء - بعد عصر)

خدائی خدائی کی وسعت

فرمایا جس قدر علوم ترقی کرینگے اسی قدر خدا کی خدائی مختلف طریقوں سے ظاہر ہوتی جائیگی۔ بلکہ جس قدر علوم میں جدید تحقیقات ہوتی جاتی ہے۔ محققوں کو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک ہم نے کچھ بھی نہیں جانا۔ جنگ سے پہلے روشنی کی رفتار کے متعلق تحقیقات کی گئی تھی۔ کہ عالم کی چوڑائی تین ہزار سال ہے۔ لیکن جنگ کے دوران میں اس قسم کے حالات پیش آئے۔ اور جدید تحقیقات کی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ تین ہزار سال غلط ہے بلکہ ۳۶ ہزار سال ہے۔ گویا جتنی انہوں نے ترقی کی تھی۔ اس سے کہیں رُک گئے۔

اسپر مولانا حافظ روشن علی صاحب نے یہ آیۃ پڑھی۔ ما یعلم جنود ربك الا هو۔ فرمایا مجھے بھی ایک دفعہ یہی آیت الہام ہوئی تھی۔

احمدیوں کی تعداد

پھر احمدیوں کی تعداد کے متعلق ذکر آیا اور پنجاب کے ایک علاقہ کے متعلق فرمایا کہ وہاں مولوی نظام الدین صاحب گئے تھے۔ ان کو وہاں متعدد گاؤں میں احمدی ملے۔ جو ۱۹۰۳ء میں احمدی ہوئے تھے۔ جن کو فقط یہ معلوم تھا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے۔ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود تھے اس کے علاوہ یہ کہ کوئی جماعت ہے یا اس کا کوئی انتظام ہے۔ اس کے متعلق ان کو کوئی علم نہ تھا ؞

فرمایا:۔ اگر تحقیقات کی جائے۔ تو ہندوستان ہی میں بہت سے علاقے نکل سکتے ہیں۔ جنمیں احمدی اسی طرح پوشیدہ ہیں۔ اور ایسی حالت میں جماعت کا قیام مشکل ہے

عرب میں احمدیت

فرمایا:۔ خدا کرے عرب میں جماعت قائم ہو جائے۔ [illegible]سینوں کے لئے موت ہوگی

پیر جماعت علی شاہ اپنے وعظوں میں کہا کرتا ہے کہ احمدی مکہ شریف میں نہیں جاسکتے یا تو مر جینگے یا ان کو توفیق نہ ملیگی کیونکہ یہ دجال ہیں۔ لیکن اب عین خانہ کعبہ کے پاس "دجالوں" کی جماعت موجود ہے جو انشاء اللہ ان کی ناک کٹنے کا موجب ہوگی ؞

اعمال میں سستی کا خطرہ

جماعت کی موجودہ اور آئندہ حالت کے متعلق ذکر آیا۔ فرمایا کہ آج میں یہی سوچ رہا تھا کہ چونکہ طبائع تفرقہ چاہتی ہیں۔ مگر ہم میں اور غیر احمدیوں میں عملاً کوئی تفرقہ نہیں۔ صرف خیالات میں تفرقہ ہے۔ اسلئے آئندہ جماعت کے لئے یہ مشکل درپیش ہے کہ کہیں جماعت اعمال میں سست نہ ہو جائے۔

حافظ روشن علی صاحب نے فرمایا۔ یہود اور عیسائیوں میں دراصل کچھ فرق نہ تھا۔ عیسائی بھی اسی شریعت کے پابند تھے جس کے یہود۔ لیکن یہود نے مسیح اور عیسائیوں پر مظالم کئے۔ اسلئے عیسائیوں کے دلوں میں ان سے نفرت ہونا طبعی امر تھا۔ اس دشمنی کے ماتحت انہوں نے اس شریعت کی پابندی بھی کچھ ضروری نہ خیال کی۔ اور آخر نتیجہ جو ہوا۔ وہ ظاہر ہے۔ اسی طرح ہماری شریعت وہی ہے۔ جو غیر احمدیوں کی ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ کے وہی احکام اور فرائض ہیں۔ جو ان میں ہیں۔ اب تک جو ہم میں اور انہیں فرق ہے وہ منفی کا ہے۔ یعنی ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی اور لڑکی رشتہ نہیں دینا۔ اور منفی کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ آئندہ کہیں لوگ یہی نتیجہ نہ نکال لیں کہ ان کے پیچھے جب نماز جائز نہیں کی گئی تھی۔ حالانکہ نماز ایک ہی ہے تو کیوں نہ ہم سمجھیں کہ نماز کوئی چیز ہی نہیں۔ اگر ایسا خیال پیدا ہوا تو خدانخواستہ جماعت شریعت سے لاپرواہ ہو جائیگی یا ان لوگوں میں جذب ہو جائیگی۔ حضرت صاحب کی کتب میں حضرت کے دوستوں کا ذکر پڑھتے ہیں۔ مگر اب انمیں سے کتنوں ہی کا وجود نہیں۔ نہ ان کے متعلقین کا وجود ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں عمل کے لحاظ سے چونکہ تفریق کوئی نہیں اسلئے دوسروں سے ممتاز ہونا مشکل ہے ؞

خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ حضرت صاحب نے جماعت کو جس طریق پر چلایا تھا۔ وہ درست اور مناسب وقت تھا۔ اور اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ لارڈ کرزن نے اپنے زمانہ وائسرائلٹی میں تحقیقات کی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ دو تین فیصدی سرکاری ملازمت میں مسلمان ہیں باقی ہندو۔ اس کے اسباب کے متعلق اس نے جو کچھ لکھا وہ یہ تھا۔ اور صحیح تھا کہ غدر کے بعد انگریزوں نے یہ پالیسی اختیار کی کہ مسلمانوں کو کمزور کیا جائے ان کے مقابلہ میں ہندو تیار ہوں تاکہ وقت ضرورت گورنمنٹ کی مدد کریں۔ چونکہ ایک وائسرائے کا زمانہ پانچ سال ہوتا ہے۔ اسلئے جس نے یہ سمجھا۔ اور اس سسٹم کو رائج کیا۔ درست تھا۔ مگر آئندہ آنیوالے اس پالیسی کی غرض کو نہ سمجھ سکے نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کام اسی طریق پر ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ اب ہندو ایسے قوت پکڑ گئے کہ خود ایک خطرہ ہو گئے۔ گورنمنٹ کو ان سے عناد نہیں۔ بلکہ وہ اپنے قدم کو مضبوط کرنا چاہتی ہے۔ اسلئے اب یہ دستور ہونا چاہیئے کہ سرکاری ملازمت میں اول انگریز پھر عیسائی پھر مسلمان۔ پھر سکھ۔ پھر ہندو لینا چاہیئے۔ اور یہ اسوقت تک ہونا چاہیئے۔ جب تک کہ بلحاظ آبادی کے توازن قائم ہو جائے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود نے بیعت توبہ کو کافی سمجھا۔ چنانچہ یہ شہادت سے بھی ثابت ہے۔ حضرت مولوی (نورالدین رضہ) صاحب کے پوچھنے پر فرمایا کہ میں تو بیعت توبہ لیتا ہوں۔ اور خدا سے کہدونگا۔ کہ انھوں نے میرے ہاتھ پر پہلے گناہوں سے توبہ کی اور آیندہ شریعت کی پابندی کا وعدہ کیا۔ یہ طریق ٹھیک تھا۔ مگر کہیں لوگ آیندہ یہ نہ کہدیں کہ مسیح موعود نے ہم پر بوجھ نہیں ڈالا۔ پھر آپ کون ہیں؟

مَیں نے قرآن و حدیث اور بائبل کو اس نظر سے دیکھا ہے کہ اسکی کوئی نظیر ہے کہ کسی نبی کی جماعت نے شکل اعمال نہ کئے ہوں وہاں تو یہی ہوتا تھا کہ بیعت کی۔ اور سب کچھ راہ خدا میں نثار ہو گیا پھر اس کا کچھ نہ رہتا تھا۔ اگر کسی کا کھیت تیار ہے اور دین کیلئے اس کی ضرورت ہے تو اس کا کوئی عذر مسموع نہیں ہو سکتا تھا اور اسکو جانا پڑتا تھا۔ حضرت مسیح جیسا آدمی جو تعلیم دیتا ہے۔ کہ ایک گال پر تھپڑ لگے۔ تو دوسری کو آگے کردو۔ وہ بھی کہتا ہے کہ میرے پاس آؤ۔ تو دولت چھوڑ کر آؤ۔ میں تو پانچ چھ سال غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ کامل اصلاح اور ترقی اسی وقت ہو سکتی ہے۔ جب یہی طریق اختیار کیا جائے۔ جس کو اب لوگ مخیانہ طریق کہینگے ؞

جماعت کی ابتدائی حالت

فرمایا مسیح موعود اس آیۃ پر بہت زور دیا کرتے تھے۔ کزرع اخرج شطاه فازره فاستغلظ فاستوىٰ على سوقه يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار (پارہ ۲۶ ع ۱۲) اس کھیتی کی مانند جس نے اپنی سوئی نکالی پھر وہ سوئی مضبوط ہوئی اور اپنی نالی پر کھڑی ہوگئی تو اور زمیندار اس سے خوش ہوئے۔ اور یہ ترقی اسلئے دی کہ اس کی ترقی سے کفار غم و غصہ میں جل جل مریں۔ ہماری حالت ابھی تو کزرع اخرج شطاه ہی ہے۔ باقی سب مدارج جماعت کے لگھاتی ہیں ؞ (باقی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - ۱۳- اکتوبر ۱۹۲۱ء

تین باتیں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ایک تقریر

ذیل میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ان کلمات طیبات کا مفہوم اپنے الفاظ میں دیا جاتا ہے۔ جو حضور نے مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۱ء کو بمقام لاہور احمدی طلباء کو مخاطب کر کے بیان فرمائے اس تقریر میں مخاطب گو طلباء ہی تھے۔ لیکن تمام احمدی احباب اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ تقریر کے متعلق حضور نے فرمایا تھا کہ ان باتوں کو لکھ کر اخبار میں شائع کرا دو تا دوسرے احباب بھی فائدہ اٹھا سکیں۔

افسوس ہے کہ تقریر کو مکمل طور پر قلمبند کرنے والا کوئی شخص موجود نہ تھا۔ اسلئے مفہوم اپنے الفاظ میں لکھا گیا ہے

خاکسار بدر الدین احمد عفا اللہ عنہ طالب علم ایم بی بی ایس کلاس احمدیہ ہوسٹل لاہور

حضور نے فرمایا ہمارے طلباء کو تین باتیں اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں اگر وہ باتیں ان میں پیدا ہو جائیں تو موجودہ زمانہ کے زہریلے اثرات سے بچ سکتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی ان باتوں کا بھی نہایت احتیاط کے ساتھ خیال رکھنا ضروری ہے کہ ان تینوں باتوں کو عمل میں لاتے وقت اگر صحیح ضرورت اور موقعہ و محل کا لحاظ نہ رکھا جائے یا ان باتوں کو غلط طریق سے عمل میں لایا جائے تو تین صفات کے مقابلہ پر تین عیوب کے پیدا ہو جانے کا احتمال ہے۔

سچ بولنا پہلی بات یہ ہے کہ سچ بولنے کی عادت ڈالی جائے فرمایا۔ اس زمانہ میں سچ بولنے کی عادت بہت کم ہو گئی ہے۔ اور جھوٹ کا رواج بہت عام ہو گیا ہے غیر تعلیم یافتہ لوگ بھی جھوٹ بول لیتے ہیں اور تعلیم یافتہ لوگ بھی جھوٹ بولنے میں ان سے پیچھے نہیں ہیں۔ بلکہ موخر الذکر گروہ کے جھوٹ بولنے کا طریق مقدم الذکر سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ایسے رنگ میں جھوٹ بولتے ہیں کہ سرسری نگاہ سے معلوم بھی نہیں کر سکتے کہ یہ جھوٹ ہے ہمارے طلباء کو چاہیئے کہ اس بارے میں بہت احتیاط سے کام لیں اور جہاں کسی بات کے بیان کرنے کی ضرورت ہو تو خیال رکھیں کہ ہمارا بیان کلی طور پر سچا ہو اور جھوٹ کا شائبہ بھی اسمیں نہ پایا جائے۔

سچ بولنے کے متعلق احتیاط لیکن یہ یاد رہے کہ صادق القول ہونے کی صفت کو حاصل کرنے کے متعلق ایک احتیاط ضروری ہے۔ اس احتیاط کو اگر مد نظر نہ رکھا جائے۔ تو اس صفت کے مقابلہ میں ایک عیب کے پیدا ہو جانے کا احتمال ہے۔ اور وہ عیب سوء اخلاقی اور بے ادبی کا عیب ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ صرف ضرورت حقہ کے موقع پر سچی بات کا بیان کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ہر جگہ اور ہر موقع پر بغیر کسی ضرورت کے سچی بات کا اظہار کر دینا بعض اوقات سوء اخلاقی کے عیب کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کو اپنے کسی ایک بھائی کے بعض عیوب کا علم ہے۔ اگر وہ مجلس میں سب لوگوں کے روبرو اس کے عیوب کا اظہار شروع کر دے۔ تو ایسا شخص اگرچہ سچ ہی بول رہا ہو گا۔ لیکن اخلاق فاضلہ اس کے اس فعل کے متقاضی نہیں ہیں۔ اس شخص کا سچی بات بیان کرنا اس موقعہ پر خدا کی رضا کا نہیں۔ بلکہ خدا کی ناراضگی کا موجب ہو گا انسان خود اپنے متعلق بعض باتوں کا اظہار کرنا مناسب نہیں سمجھتا مثلاً اسے علم ہو کہ آج اسکی والدہ نے غسل کیا ہے تو کیا اس بات کو (اگرچہ سچی ہے) لوگوں کے سامنے بیان کرنا نامناسب خیال نہیں کرتا؟ پس جب خود اپنے نفس کے متعلق وہ تمام باتوں کا اظہار نہیں کرتا (اگرچہ وہ باتیں سچی ہی ہوں) تو دوسروں کے متعلق کیوں اس بات کو پسند کرتا ہے۔ تو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ جھوٹ سے بکلی اجتناب ہو۔ لیکن سچ بولنے کے لئے ضرورت اور موقع کا لحاظ رکھا جائے۔ تا ایسا نہ ہو کہ بد اخلاقی پیدا ہو جائے

طریق اظہار احسن ہو پھر بعض موقعوں پر ضروری بھی ہوتا ہے کہ سچی بات کا اظہار کر دیا جائے لیکن بات کے بیان کرنے کا ایسا طریق اختیار کیا جاتا ہے۔ کہ بے ادبی کا عیب پیدا ہو جاتا ہے۔ دیکھو ایک ہی مفہوم کو کئی طریق سے ادا کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً کسی کو کہنا ہو کہ کھانا کھا لو۔ تو کئی فقرے ہو سکتے ہیں۔ مثلاً کھانا تناول فرمایئے بھی کہہ سکتے ہیں اور کھانا ٹھونس لیجئے" یا کھانا نگل لیجئے" بھی کہہ سکتے ہیں۔ اگرچہ مطلب ان سب فقرات کا ایک ہی ہے کہ کھانا کھا لو۔ لیکن اس مطلب کو ایک طریق سے ظاہر کیا جائے تو ادب اور اخلاق بھی قائم رہتے ہیں۔ مگر دوسرے طریق میں بے ادبی اور بد اخلاقی پائی جاتی ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا واسمعوا۔ یعنی تم راعنا مت کہو اور انظرنا کہو۔ اب راعنا اور انظرنا کا مطلب ایک ہی ہے۔ یعنی ہماری رعایت رکھئے یا ہماری طرف نظر رکھئے لیکن پھر بھی راعنا کہنے سے ممانعت کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ راعنا کا مادہ باب مفاعلہ سے ہے۔ اور اس باب میں یہ مفہوم پایا جاتا ہے۔ کہ تم مقابل میں ایک بات کرو گے تب ہم تمہارے لئے ایسا کرینگے۔ اور راعنا میں یہ مفہوم پایا جاتا ہے کہ آپ ہماری رعایت رکھیںگے۔ تب ہم بھی آپ کی رعایت ملحوظ رکھیں گے ورنہ نہیں۔ مگر انظرنا کے معنی صرف یہی ہیں کہ آپ ہماری رعایت رکھئے یا ہماری طرف نظر رکھئے

پس راعنا کے معنے اگرچہ عام محاورہ میں یہی ہیں کہ آپ ذرا ہماری رعایت رکھئے۔ لیکن اس لفظ کے مادہ میں چونکہ بے ادبی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ کیونکہ بڑے آدمی کو جس کا ادب ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ یہ کہنا کہ ہم آپ کی رعایت اور ادب صرف اس صورت میں رکھینگے۔ جب آپ بھی ہماری رعایت رکھینگے۔ ایک سخت بے ادبی کا کلام ہے۔ اس لئے اس کی مخالفت فرمائی ہے۔ اور اسی مفہوم کو ایسے لفظ میں ادا کرنے کے لئے حکم دیا ہے۔ جسمیں بے ادبی کا بالکل احتمال نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ایک ہی بات کو بیان کرنے کے لئے ادب کا طریق بھی ہو سکتا ہے اور بے ادبی کا طریق بھی ہو سکتا ہے تو مومن کے لئے لازم ہے کہ ضرورت پر بات کو سچ سچ بیان کر دے لیکن اس بات کا خیال ضرور رکھے۔ کہ اس کے بیان کے طریق اور الفاظ میں بے ادبی اور بد اخلاقی نہ ہو۔

علم دین کی طرف توجہ دوسری بات یہ ہے کہ دین کی طرف توجہ ہو فرمایا۔ یہ مرض کالجوں کے طلباء میں عموماً پایا جاتا ہے کہ وہ دین کی طرف توجہ نہیں کرتے اور دین کو اہم امور میں سے شمار نہیں کرتے۔ عمل پیرا ہونا تو در کنار احکام دین کے علم سے بھی غافل اور بے خبر رہتے ہیں۔

فرمایا۔ اول تو دینی علوم سے واقفیت ہونی چاہیئے۔ عام طور پر طلباء یہ خیال کر لیتے ہیں کہ دین کا علم سیکھنے کے لئے کوئی زیادہ وقت یا محنت درکار نہیں ہے۔ وہ سمجھ لیتے ہیں کہ دین کا علم سیکھنے کا کام تو ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی گولی پانی میں حل کی اور اسے پی لیا۔ اور اندر چلی گئی۔ ایسا ہی دین ہے کہ بس چند دن میں جب ذرا توجہ کرینگے تو دین کا علم ہمارے اندر داخل ہو جائیگا۔ دین ان کے خیال میں ایک چھوٹی سی چیز ہے۔ اور اگر محنت اور وقت درکار ہے تو ظاہری علوم کے لئے ہے۔ دین کے لئے کسی لمبے وقت کی ضرورت نہیں۔ اکثر طالب علموں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ جب ہم کالج سے فارغ ہو جائینگے۔ تو ایک مہینہ کے لئے قادیان جائینگے۔ وہاں ہمارے لئے اُستاد مقرر کر دیا جائیگا جو ہمیں اتنے عرصہ میں دین کے تمام مسائل سے واقف کر دیگا حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے کہ ایک ماہ میں یا اس سے کچھ زیادہ عرصے میں دین سیکھا جا سکتا ہے۔ ان کے اس خیال کے پیدا ہونے کی وجہ یہی ہے کہ دین کو چھوٹی سی چیز خیال کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ دین کے علم کی وسعت ظاہری علوم کی وسعت سے بہت زیادہ ہے۔ اور دین کے علوم کی تفصیلات اور باریکیاں ظاہری علوم کی تفصیلات اور باریکیوں سے بہت زیادہ ہیں۔ جب ظاہری علوم کے حاصل کرنے میں بھی لمبا عرصہ اور بڑی محنت درکار ہے۔ تو دین کے علوم حاصل کرنے میں بھی لمبا عرصہ اور بڑی محنت درکار ہے۔ اور دین کے علوم حاصل کرنے کے لئے بھی بہت زیادہ عرصہ اور محنت کی ضرورت ہے ٭

قبولیت کے لئے مادہ قبولیت کی ضرورت

فرمایا۔ دین کا علم حاصل کرنے کے لئے بہت سی دینی کتب کا پڑھنا ضروری ہے۔ مثلاً قرآن کریم۔ کتب احادیث۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور صوفیاء کی کتابیں وغیرہ وغیرہ۔ اول تو ان سب کتابوں کے پڑھنے کے لئے بھی ایک لمبا عرصہ اور محنت درکار ہے۔ پھر اگر کوئی ان سب کتابوں کو پڑھ لے۔ تب بھی یہ خیال غلط ہے کہ اس نے دین کا علم کامل طور پر سیکھ لیا ہے۔ کیونکہ ان کتابوں کو ایک دفعہ عبور کرنے سے یہ نہیں ہوتا۔ کہ سب کو سمجھ بھی لیا ہے۔ بلکہ بسا اوقات انسان ایک بات کو بیسیوں دفعہ پڑھتا ہے۔ لیکن اس کا صحیح مفہوم یا اس بات کی خوبی کا علم اس کے ذہن میں نہیں بیٹھتا پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہی بات اس کے سامنے سے گذرتی ہے۔ اور فوراً اس بات کا صحیح مفہوم یا کوئی لطیف معنی اس کے قلب میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جب تک انسان کے قلب میں ایک بات کی قبولیت کا مادہ نہ ہو۔ تب تک وہ بات چاہے بیسیوں دفعہ اس کی نظر سے گذرے۔ اس کے قلب میں وہ بات داخل نہیں ہوتی۔ پھر جس وقت کہ اس بات کے لئے قبولیت کا مادہ اس کے قلب میں موجود ہو۔ اگر اتفاقاً بھی ایسے وقت میں وہ بات اس کے سامنے سے گذر جائے تو ایسا ہوتا ہے۔ کہ وہ بات اس کے قلب پر بجلی کی طرح اثر کرتی ہے اور اس بات کے لطیف اور صحیح معنی اس کی سمجھ میں آ جاتے ہیں۔ تب وہ حیران ہوتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ وہ بات تو اس نے آج ہی پڑھی ہے۔ دیکھو مادیات میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے۔ مثلاً آٹھ آدمی ایک جیسے حالات کے ماتحت رہتے ہیں۔ اور ایک ہی کنوئیں سے پانی پیتے ہیں۔ ان میں سے دو کو ہیضہ ہو جاتا ہے۔ اور چھ بالکل صحیح سلامت رہتے ہیں۔ اب اگرچہ ہیضہ کے کیڑوں والا پانی سب نے پیا ہے۔ لیکن سب میں ان کیڑوں کے اثر کی قبولیت کا مادہ موجود نہ تھا۔ ان میں سے دو میں چونکہ اس بیماری کے کیڑوں کے اثر کے لئے قبولیت کا مادہ موجود تھا۔ اور اتفاقاً اس مادہ کی موجودگی میں ہیضہ کے کیڑے بھی داخل ہو گئے۔ اس لئے ان دو کو تو ہیضہ ہو گیا۔ اور باقیوں کو نہ ہوا۔ فرانس کے ایک ڈاکٹر نے جرمز تھیوری کو غلط ثابت کرنے کی غرض سے ایک شیشی کی شیشی ہیضہ کے کیڑوں کی کھالی۔ لیکن اُسے ہیضہ نہ ہوا۔ کیونکہ اس کے اندر ہیضہ کے کیڑوں کے اثر کے لئے قبولیت کا مادہ موجود نہ تھا۔ اسی طرح ییلو فیور (Yellow Fever) کا باعث جس قسم کے مچھر ہوتے ہیں۔ اس قسم کے مچھر ایک ڈاکٹر کے سارے بدن پر لڑائے گئے۔ لیکن اسے بخار نہ ہوا۔ پھر ایک اور ڈاکٹر کو ایک مچھر لڑایا گیا اور اسے بخار ہو گیا۔ ان سب باتوں سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ جب تک کسی بات کیلئے قبولیت کا مادہ موجود نہ ہو۔ تب تک وہ بات چاہے بیسیوں دفعہ سامنے سے گذرے۔ اس کا اثر انسان قبول نہیں کرتا۔ اور دین کے علوم میں بھی ایسا ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کو وفات مسیح کا عقیدہ سمجھانے کے لئے بیس۲۰ سال تک تبلیغ کی جاتی ہے اور قرآن اور حدیث اور بائبل اور کتب تاریخ وغیرہ سے دلائل اس کے سامنے بار بار پیش کئے جاتے ہیں۔ لیکن اس کا قلب اس عقیدہ کو قبول نہیں کرتا۔ پھر ایسا ہوتا ہے۔ کہ اکیسویں سال میں جا کر اسے اس مسئلہ کی سمجھ آ جاتی ہے۔ اب کوئی نئے دلائل تو نہیں تھے۔ جو اسے بیس سال تک نہ سنائے گئے ہوں۔ اور اکیسویں سال میں سنائے گئے۔ اور اسے وفات مسیح پر یقین ہو گیا بلکہ وہی دلائل تھے جو بار بار اسکے سامنے پیش کئے جاتے تھے۔ بات یہ تھی کہ بیس سال تک اس کے قلب میں وفات مسیح کی قبولیت کیلئے مادہ موجود نہ تھا اسلئے دلائل کے پیش کرنے کے باوجود اس نے اس عقیدہ کو قبول نہ کیا۔ پھر جبوقت کہ اس کے قلب میں قبولیت کا مادہ موجود تھا۔ اور اتفاقاً ایسے وقت میں پھر اسکے سامنے یہ بات پیش کی گئی۔ تو اس کے قلب میں یہ عقیدہ داخل ہو گیا ٭

پھر دیکھو قرآن کریم کی آیات کے معانی اور معارف سمجھنے میں بھی ایسا ہوتا ہے کہ بعض دفعہ ایک آیت کو کئی بار انسان پڑھ جاتا ہے۔ اور اسے سمجھ نہیں آتی۔ پھر ایک وقت میں بجلی کی طرح اس کے قلب میں وہ آیت اثر کرتی ہے۔ اور انسان خیال کرتا ہے کہ یہ آیت تو ابھی اتری ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر انسان کی نظر سے کئی بار یہ آیت گذرتی ہو گی کہ ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔ لیکن آپ کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر ہے۔ اور آپ کی وفات پر قسمیں کھاتے ہیں کہ آپ فوت نہیں ہوئے۔ لیکن جب حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات وما کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت۔ تو اسوقت حضرت عمرؓ پر بجلی کی طرح اس آیت کا اثر ہوا۔ اور آپ کو یہ بات سمجھ آ گئی کہ اس آیت میں رسول کریم کی وفات کا ذکر تھا۔ اور آپ رضؓ کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ آیت اسی وقت آسمان سے نازل ہوئی ہے ٭

پس دین کے علوم سیکھنے کے لئے دین کی کتابیں صرف ایک دفعہ پڑھ لینا کافی نہیں ہوتا۔ بلکہ چاہیئے کہ انسان انکو بار بار پڑھے۔ تاکہ جبوقت اسکے قلب میں قبولیت کی کیفیت موجود ہو۔ اسوقت بھی اس کی نظر ان کتابوں پر سے گذرے۔ اور اس طرح سے دین کی سمجھ حاصل ہو ٭

روحانی علوم کی وسعت

پھر یہی نہیں۔ بلکہ روحانی علوم بے انتہاء ہیں۔ میں نے ایک رویا میں دیکھا کہ میں ایک شخص کو سمجھا رہا ہوں کہ علوم روحانی کے دروازے کھلتے ہیں۔ ایک روحانی مقام ایسا ہوتا ہے کہ اس مقام پر پہنچ کر انسان پر احکام دین کے متعلق نئے علوم کھلتے ہیں جن سے عوام بالکل بے خبر ہوتے ہیں۔ اس مقام پر پہنچنے والے انسان کے لئے بعض وہ چیزیں جو عوام کے لئے طیب بلکہ اطیب ہوتی ہیں۔ اس کے لئے صرف حلال ہوتی ہیں۔ اور بعض وہ باتیں جو عوام کے لئے حلال ہوتی ہیں اس کیلئے حرام ہو جاتی ہیں بعض وقت اسپر سونا حرام ہوتا ہے اور جاگنا واجب ہوتا ہے اور بعض وقت اسپر جاگنا حرام ہوتا ہے اور سونا واجب ہوتا ہے۔ ایسے انسان کے لئے اپنی صحت کے قیام کیواسطے بعض اوقات سیر کرنا اور آب و ہوا کی تبدیلی کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کے لئے گناہ کا موجب ہو جاتا ہے

پس یاد رکھنا چاہیئے کہ دین کے ظاہری احکام کے جان لینے پر ہی دین کے علم کا انتہاء نہیں ہے۔ بلکہ اور بھی بے انتہاء روحانی علم کا سمندر باقی رہتا ہے۔ پھر کس قدر غلطی ہے انکی جو یہ خیال کرلے کہ دین کے علم سیکھنے کے لئے کسی لمبے وقت اور محنت کی ضرورت نہیں ہے۔ فرمایا کہ ہمارے طلباء کو چاہیئے کہ دین کے علم کو معمولی اور چھوٹی چیز خیال نہ کریں اور یہ نہ سمجھیں کہ کالج سے فارغ ہو کر چند ماہ اس کے سیکھنے کے لئے کافی ہونگے۔ بلکہ ابھی سے دین سیکھیں ‪:‬

احکام دین پر عمل کی ضرورت

پھر احکام دین پر عمل کی بھی ضرورت ہے۔ عمل کے بغیر تو کچھ بھی فائدہ نہیں فرمایا یہ نقص عام طور پر ہماری جماعت میں داخل ہونیوالے لوگوں میں پایا جاتا ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مسائل کو سمجھ لیا تو ہمارا فرض ادا ہو گیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی صداقت کو مان لیا۔ بس ہمارا مقصود حاصل ہو گیا حالانکہ یہ بات غلط ہے وفات مسیح کے عقیدہ کو اختیار کرنا یا حضرت صاحب کی صداقت پر یقین کرنا یہ چیزیں تو اصل مقصود نہیں ہیں اصل مقصود تو خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے اور وہ تب حاصل ہو گا جب ہم ان باتوں پر عمل کرینگے جو حضرت صاحب نے اپنی تعلیم میں بیان فرمائی ہیں۔ جو لوگ سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے پا لینے کو ہی اصل مقصود سمجھ کر خوشی منائیں کہ ہم کامیاب ہو گئے۔ انکی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک پیاسا سے کو مدت کی تلاش کے بعد ایک ٹھنڈے پانی کا چشمہ ملجائے۔ مگر وہ اس پانی کو پیئے تو نہیں لیکن خوشی منائے کہ میں نے اپنا اصل مقصد حاصل کر لیا۔ اصل مقصد تو پیاس بجھانا تھا جو نہیں بجھیگی جب تک پانی نہ پی لے یا انکی مثال ایسے شخص کی مثال ہے جو بھوکا ہے اور اسے بڑی تلاش کے بعد کھانا مل گیا ہے اب وہ اسے کھاتا تو نہیں لیکن خوشی مناتا ہے کہ میں نے مقصد کو پالیا۔ یا جو شخص ننگا ہے اور اسے کپڑے مل جائیں اب وہ کپڑوں کے مل جانے پر ہی خوشی منائے اور انہیں پہنے نہیں۔ جب تک پیاسا پانی پئیگا نہیں یا بھوکا کھانا کھائیگا نہیں۔ اور ننگا کپڑا پہنیگا نہیں تب تک صرف پانی یا کھانا یا کپڑے مل جانے سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح وہ آسمانی پانی جو حضرت مسیح موعود کی معرفت خدا نے اتارا ہے (یعنی آپ کی تعلیم) جب تک پیا نہ جائے تب تک خدا کی محبت کی پیاس بجھ نہیں سکتی۔ حضرت مسیح موعود کی مثال ایک ڈاکٹر کی مثال ہے۔ اگر کسی بیمار کو ایک لائق ڈاکٹر مل جائے۔ تو جب تک وہ اس ڈاکٹر کی بتائی ہوئی دوائیں استعمال نہ کریگا۔ تب تک ہرگز شفا نہ پائیگا۔ جب تک واقعی طور پر اور سچ مچ اس راستہ پر انسان نہ چلے جو خدا تک پہنچنے کے لئے حضرت صاحب نے بتایا ہے تب تک حقیقی مقصد یعنی اللہ تعالیٰ کو انسان پا نہیں سکتا۔ پس صرف مسائل کی حقانیت کو سمجھ لینے کو ہی اصل مقصود سمجھنا غلطی ہے۔ اور ضرورت اس بات کی ہے کہ احکام دین پر عمل بھی کیا جاوے سو دین کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ دین کا علم سیکھا جائے اور دین کے احکام پر عمل کیا جائے۔

ریاء سے بچو

اب جس طرح پہلی بات یعنی سچ بولنے کے متعلق ایک احتیاط ضروری تھی جس کو مدنظر نہ رکھنے کی وجہ سے اس کے مقابل میں ایک عیب یعنی بداخلاقی کے پیدا ہونے کا احتمال تھا۔ اسیطرح دین کی طرف توجہ کرنے کے متعلق بھی ایک احتیاط ضروری ہے۔ ورنہ اس صفت کے مقابل پر ایک عیب پیدا ہو جائیگا۔ جو ریاء کا عیب ہے اس عیب کے پیدا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں مادیت کے اثر کے ماتحت لوگ احکام دین کی حقیقت اور مغز کے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے اور محض قشر اور احکام دین کو ظاہری طور پر ادا کر دینے کو ہی کافی سمجھتے ہیں اور اسی پر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر لیا حالانکہ حقیقت اور مغز سے محض ناآشنا ہوتے ہیں۔ یہ نقص نئی تعلیم کے حاصل کرنے والوں میں بہت عام طور پر پایا جاتا ہے۔ مادیت کے اثر کے ماتحت وہ انسان کو کوئی احسن تقویم مخلوق خیال نہیں کرتے جس کیلئے روحانیت میں اعلیٰ ترقی کے میدان کھلے ہیں۔ بلکہ سمجھتے ہیں کہ بندر سے پیدا ہوا ہے اور دوسرے حیوانوں میں اور اسمیں صرف یہی فرق ہے کہ اس کا دماغ ذرا زیادہ اعلیٰ قسم کا ہے۔ یا یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ روح تو کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ پڑھتے ہیں کہ جسم کی تمام حرکات دماغ اور اعصاب کے ذریعے سے ہیں۔ اور پھر ایسی کتابیں پڑھتے ہیں کہ جنہیں [illegible] علم النفس والوں نے یہ لکھا ہے کہ انسان جو کچھ کرتا ہے بعض حالات سے مجبور ہو کر کرتا ہے اور اس کا اپنا ارادہ کچھ چیز نہیں۔ کیونکہ جس چیز کو یہ اپنا ارادہ سمجھتا ہے وہ بھی نتیجہ ہے بعض اور حالات کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے۔ گویا یہ سب کام ارادے سے نہیں بلکہ ایک مجبوری سے کرتا ہے۔ غرضیکہ ان باتوں کے پڑھنے سے عام طور پر مادیت کے خیالات دلمیں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور روحانیت کا اثر دلوں میں بہت کم ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چند احکام کو ظاہری طور پر ادا کرنے پر یہ لوگ مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ چونکہ خدا کا حکم تھا اسلئے حکم کو بجالانے کے لئے عمل کرتے ہیں کیونکہ حکم کو بجالانے کے بغیر چارہ نہیں اور نہیں خیال کرتے کہ ان احکام پر عمل کرنے کی غرض روحانیت کے ترقی کے مقام کو حاصل کرنا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ مثلاً خدا کا حکم ہے کہ نماز پڑھو اس لئے ہم نے نماز پڑھ لی بس حکم پورا کر دیا اور یہ خیال نہیں کرتے کہ جب تک نماز کا فائدہ حاصل نہ ہو تب تک گویا یہ صرف قشر پر ہی قناعت کرتا ہے اور مغز کے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ ان احکام کو ظاہری طور پر ادا کرنا تو گویا ایک سیڑھی کی مانند ہے اب اگر انسان سیڑھی پر ہی کھڑا رہے اور چھت پر نہ پہنچے تو کیا اسے مطمئن ہو جانا چاہیئے۔ کہ اسنے اپنا کام کر لیا۔ اس طور سے حقیقت اور مغز کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نمازیں ریاء کی نمازیں ہو جاتی ہیں۔ اور روزے سمعت کے روزے ہو جاتے ہیں۔

غرضیکہ دین کی طرف توجہ کی جائے۔ لیکن اس عیب سے احتیاط کے ساتھ بچنا چاہیئے کہ ہمارے اعمال ریاء کے طور پر نہ ہو جائیں۔ اور احکام شریعت کو ظاہری طور پر ادا کر لینے پر مطمئن نہیں ہو جانا چاہیئے۔

کسی سے علم سیکھنے میں ہتک نہ سمجھو

تیسری بات یہ ہے کہ علم کے سیکھنے میں یہ خیال نہ کرو کہ اپنے سے ادنےٰ سے علم سیکھنے میں ہماری ہتک ہے۔ علم کی ترقی میں یہ بات بہت بڑی روک ہو جاتی ہے یہ مرض آجکل کے کالج کے طلباء میں بہت پایا جاتا ہے وہ اگر کسی بات کو قبول کرتے ہیں تو صرف اس بات کو جو ان کے کورس میں ہو۔ اس کے سوا اگر کسی دوسرے سے اس علم کے متعلق جو وہ پڑھ رہے ہوں کوئی بات سنیں تو یا تو اس کی طرف توجہ ہی نہیں کرینگے اس خیال سے کہ بھلا جب ہم نے اس علم کا کورس پڑھا ہوا ہے تو ہم سے زیادہ دوسرا شخص کسطرح جان سکتا ہے اسکی بات محض لغو اور الکل پچو ہوگی اور یا پھر اگر کسی دوسرے سے کوئی بات سنینگے بھی تو جا ہے اس سے پہلے وہ بات ان کے وہم میں بھی نہ آئی ہو یہی کہیں گے کہ ہم کو تو اس بات کا پہلے سے علم ہے۔ اپنے علم کو ہر ایک سے زیادہ خیال کرینگے۔ اور سمجھینگے کہ ہم سے زیادہ کسی کا علم اگر ہو سکتا ہے تو ایک کورس کا ہی ہو سکتا ہے اس بات کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ وہ کسی اور کی بات پر توجہ کرتے ہیں۔ اور نہ ان کا علم ترقی کرتا ہے ان کا علم کورس تک ہی محدود رہتا ہے۔

یہ اگر اپنے ہی استادوں کی طرف دیکھیں جن سے وہ علم سیکھتے ہیں۔ یعنی یورپ کے ماہرین علوم کی طرف دیکھیں جن کی تصانیف میں سے چند کتابیں ان کے کورس میں داخل ہیں۔ تو ان کو معلوم ہو کہ وہ لوگ جو علوم کی تہ تک پہنچے ہیں وہ اسی طرح علوم کے مالک ہوئے ہیں۔ کہ جا ہے چھوٹی سے چھوٹی چیز سے ہی علم اور سبق حاصل کرنا پڑے تب بھی وہ علم سیکھتے تھے۔ اور سبق حاصل کرتے تھے۔ اور ادنےٰ سے ادنےٰ حیوانات سے بھی وہ علم سیکھتے ہیں چنانچہ آجکل وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں چیونٹیوں سے تمدن اور Socialism کے اصول سیکھنے چاہئیں نئی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ چیونٹیوں میں تمدن کے بڑے پختہ اصول پائے جاتے ہیں۔ چیونٹیوں میں ہر کام ایک انتظام کے ماتحت ہوتا ہے۔ ان میں سے بعض اس کام کے لئے مقرر ہوتی ہیں کہ غلہ جمع کریں۔ بعض غلے کے سکھانے کا کام کرتی ہیں۔ بعض انہیں سے ڈاکٹروں کے فرائض بجا لاتی ہیں کہ باقاعدہ ہسپتال ہوتے ہیں۔ اور اگر کام کرتے وقت کسی چیونٹی کا بازو یا ٹانگ ٹوٹ جائے تو بعض اور چیونٹیاں اس کام کے لئے مقرر ہوتی ہیں کہ ان کو اٹھا کر آرام گاہ پر لے جائیں۔ غرضکہ ان میں تمدن کے بہت اچھے اصول پائے جاتے ہیں۔ اور یورپ کے لوگ اب کہتے ہیں کہ ان سے تمدن کے اصول سیکھنے چاہئیں۔ ایسا ہی بعض دوسرے کیڑوں کے متعلق بھی تحقیقات ہو رہی ہے۔ کہ اگر ان سے بھی علم سیکھا جا سکتا ہے تو سیکھا جائے۔ تو جو ان علوم کے ماہر ہیں وہ ادنیٰ انسان چھوڑ ادنیٰ سے ادنیٰ حیوان سے بھی علم کے سیکھنے میں عار نہیں سمجھتے۔ اور علم سیکھنے میں لگے ہی رہتے ہیں۔ اور اسی طریق سے انسان علم میں ترقی کرتا ہے۔ اور اسی طریق سے علوم موجودہ وسعت تک پہنچے ہیں۔ دیکھو سنکونا کا درخت جس ملک میں پایا جاتا ہے۔ وہاں جنگلی لوگ آباد تھے۔ وہ لوگ موسمی بخار میں اس درخت کا چھلکا استعمال کرتے تھے۔ یورپ کے ڈاکٹروں نے ان جنگلیوں سے بھی علم سیکھنے میں عار نہ کی۔ اور ان کے چھلکا استعمال کرنے کو تمسخر میں نہ اڑا دیا۔ بلکہ تجربے کئے۔ اور معلوم ہوا کہ واقعی اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ اور اس چھلکے سے انہوں نے کونین نکالی جو اتنی مفید چیز ہے کہ اب بچہ بچہ اس کے فوائد سے واقف ہے۔ اگر یہ لوگ خیال کر لیتے کہ ہم تو علم پڑھے ہوئے ہیں ہم کو بھلا جنگلی لوگ کیا سکھا سکتے ہیں۔ تو کونین جیسی مفید چیز کا علم دنیا میں نہ پھیلتا۔ اسی طرح ایک بادشاہ کا ذکر ہے کہ اس کو کوئی بیماری ہو گئی۔ طبیب نے کئی دواؤں سے علاج کیا۔ مگر افاقہ نہ ہوا۔ اتفاقاً ایک بوڑھی عورت آئی اس نے کہا کہ میں علاج بتاتی ہوں۔ چھلیوں کو ابال کر پانی پلایا جائے۔ طبیب نے اس بڑھیا کی بات کو حقارت سے نہ دیکھا۔ بلکہ اس کی بات پر غور کر کے کہا کہ ہاں بیشک چھلیوں میں ایسے اجزاء پائے جاتے ہیں۔ جو معدہ کے لئے بھی مفید ہیں۔ اور دماغ اور اعصاب پر بھی ان کا اچھا اثر پڑتا ہے۔ امید ہے کہ ان سے بیماری کو افاقہ ہو گا چنانچہ اس کو چھلیوں کا پانی پلایا گیا اور واقعی بیماری دور ہو گئی۔ دیکھو ایک ان پڑھ بڑھیا کی بات پر غور کیا تو طبیب کے اپنے علم میں اضافہ ہو گیا۔ اور اگر وہ یہ سمجھتا کہ میں تو طب کا عالم ہوں۔ اور یہ بڑھیا جاہل ان پڑھ ہے۔ اس کی کیا حقیقت ہے کہ کسی بات میں مجھے سبق پڑھا سکے۔ تو نہ تو بادشاہ کی بیماری دور ہوتی اور نہ ہی طبیب کے علم میں اضافہ ہوتا۔ پس یاد رکھو کہ کبھی دل میں تکبر پیدا نہ کرو۔ کہ ہم بڑے عالم ہیں ہمیں کون سبق دے سکتا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر ہے۔ ان سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے سب سے بڑا سبق کس سے سیکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا استاد تو میرے بہت گزرے ہیں۔ مگر سب سے بڑا سبق میں نے ایک بارہ برس کے بچے سے سیکھا ہے۔ فرمانے لگے۔ ایک دفعہ بارش کے موسم میں میں باہر چلا جا رہا تھا میں نے ایک بارہ برس کے بچے کو دیکھا کہ سڑک پر بھاگا جا رہا تھا زمین پھسلنی تھی۔ میں نے اسے کہا بھئی ذرا سنبھل کے چلنا کہیں گر نہ پڑو۔ اس نے آگے سے جواب دیا کہ اے امام میں گرا تو اکیلا گرونگا۔ اور اگر آپ گرے تو اکیلے نہیں بلکہ ایک دنیا آپ کے ساتھ گریگی۔ کیونکہ آپ امام و پیشوا ہیں۔ پس آپ بہت ہی سنبھل کے چلئے۔ اب دیکھو حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ جیسے عالم انسان ایک بارہ برس کے بچے سے سبق سیکھتے ہیں۔

غرض یہ کہ تکبر انسان کو جہالت میں رکھتا ہے۔ اپنے علم کو کامل سمجھنا ہی جہالت ہے۔ کولمبس کے واقعہ کا یوں ذکر ہے کہ اس نے مسلمانوں سے یہ بات سنی تھی کہ سپین کے مغرب میں جو اٹلانٹک اوشن ہے۔ اس سے پرے بھی زمین ہے اور وہ ملک یورپ سے بھی بڑا ہے۔ (کولمبس کے زمانے سے ۳۰۰ سال قبل حضرت محی الدین ابن عربی کو کشف کے ذریعہ اسبات کا علم ہوا تھا کہ اس سمندر کے پرے بھی زمین ہے۔ اور وہ ملک یورپ سے بھی بڑا ہے اور اس کشف کا ذکر انہوں نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ وہ کتاب اب بھی موجود ہے اور اسمیں یہ بات لکھی ہوئی ہے۔ اس سے مسلمانوں میں یہ خیال پھیل گیا۔ اور مسلمانوں سے ہی کولمبس نے سنا تھا) اس بات کو سنکر کولمبس کو تحقیق کا شوق پیدا ہوا۔ لیکن وہ غریب تھا۔ اس نے حکومت سے مدد حاصل کرنے کے لئے درخواست کی۔ اسپین کے بادشاہ نے

اپنے امراء و وزراء کو جمع کیا اور پادریوں کو بھی جمع کیا تا ان سے اس معاملہ میں مشورہ لے کہ آیا کلمبس کو مدد دی جائے یا نہ دی جائے۔ روم کے پوپ کا جانشین کارڈینل بھی وہاں حاضر ہوا تھا۔ اس نے کھڑے ہو کر کہا کہ اگر کلمبس کا خیال درست ہے کہ سمندر کو عبور کر کے زمین پر پہنچا جا سکتا ہے تو وہ زمین تو ہندوستان کی زمین ہی ہو گی کیونکہ اور کوئی ملک تو ہے نہیں۔ اور اگر ہندوستان تک ادھر سے پہنچا جا سکتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ زمین گول ہے۔ اس کارڈینل نے کہا کہ کولمبس پاگل ہے۔ کیونکہ زمین گول نہیں ہو سکتی کیونکہ زمین کے گول نہ ہونے کیلئے دو دلیلیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اگر زمین گول ہے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ زمین پر بعض حصے ایسے ہونگے جہاں لوگوں کے سر نیچے کی طرف ہونگے اور پاؤں اوپر کی طرف ہونگے۔ اور بارش وہاں نیچے سے اوپر کو ہوتی ہو گی۔ اور درخت اوپر سے نیچے کو بڑھتے ہونگے وغیرہ جب یہ باتیں خلاف عقل ہیں تو زمین گول کیسے ہو سکتی ہے پھر اس نے کہا کہ زمین گول نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ توریت میں زمین چپٹی لکھی ہے۔

دیکھو اس کارڈینل نے تکبر کیا اور کولمبس کو جاہل اور پاگل قرار دیا۔ حالانکہ خود جہالت میں پھنسا ہوا تھا۔ آج کل بچہ بچہ جانتا ہے کہ زمین کو چپٹی کہنا جہالت اور پاگل پن ہے۔

ان سب باتوں سے معلوم ہوا کہ ادنیٰ آدمی سے علم سیکھنے کو عار سمجھنا اور تکبر کرنا جہالت ہے۔ آجکل کے طلباء کوئیں کے مینڈک کی طرح اپنے علم کو کامل سمجھ لیتے ہیں۔ اپنے علم کو کامل سمجھ لینا علم میں بہت بڑی روک ہوتی ہے۔ بلکہ جوں جوں انسان علم میں ترقی کرتا ہے۔ توں توں اس پر اپنے علم کا نقص اور بھی کھلتا جاتا ہے۔ دیکھو علوم کے ماہر جب نئی باتیں بیان کرتے ہیں تو اکثر شکی طور پر بیان کرتے ہیں اور تھیوری (Theories) کے رنگ میں بات پیش کرتے ہیں۔ مگر ایک ان پڑھ آدمی کو کسی بیماری کے ایک نسخہ کا علم ہو تو وہ تحدی کے ساتھ کہتا ہے۔ کہ بھئی یہ دوائی استعمال کرو ضرور آشرطیہ آرام ہو جائیگا۔ لیکن ایک ڈاکٹر جب دوا تجویز کریگا۔ تو یہ نہیں کہیگا کہ شرطیہ آرام آجائیگا۔ بلکہ وہ کہیگا کہ میں ذمہ نہیں لے سکتا۔ امید ہے کہ اس سے فائدہ ہو گا۔

پس اپنے علم کو کامل سمجھ لینا ہی جہالت ہے۔ طلباء کو اپنی طبیعت میں انکساری پیدا کرنی چاہیئے تا علم میں ترقی ہو۔

لیکن خیال رہے کہ اس انکساری کے پیدا کرنے کا یہ نتیجہ نہ ہو۔ کہ طبیعت میں دنایت اور کم ہمتی پیدا ہو جائے۔ ایسا نہ ہو کہ جو بات سنو۔ اسے فوراً ہی قبول کر لو۔ بلکہ بات سنو تو ضرور اور اس نیت سے سنو کہ اگر صحیح اور حق بات ہو۔ تو قبول کرینگے لیکن بغیر تحقیق کے فوراً قبول کر لینا درست نہیں اس سے دنایت پیدا ہوتی ہے۔ خداداد عقل کو بھی استعمال کرنا ضروری ہوتا ہے۔

خلاصہ

پس (۱) سچ بولنے کی عادت ڈالی جائے۔ تمہارے کلام میں کسی قسم کا جھوٹ کا شائبہ نہ ہو۔

لیکن ایسے موقعوں پر جہاں سچی بات کے اظہار کی ضرورت نہ ہو۔ اور سچی بات کے بیان کرنے سے بداخلاقی کے عیب کے پیدا ہونے کا احتمال ہو۔ وہاں سچی بات کا اظہار نہ کرو۔ اور خاموش رہو۔ اور جس جگہ سچی بات کا اظہار ضروری ہو وہاں بھی ایسے طریق سے اجتناب چاہیئے جو بے ادبی کا طریق ہو۔

(۲) دین کی طرف توجہ کرو۔ دین کے علم کو معمولی نہ سمجھو دین کا علم سیکھو۔ اور بار بار دینی کتب کا مطالعہ کرو۔ اور دین کے احکام پر عمل کرو۔

لیکن چند احکام کو صرف ظاہری طور پر ادا کر لینے کو ہی کافی نہ سمجھو۔ اور ان احکام کی روحانی حقیقت اور مغز اور فائدہ کے حاصل کرنے کے بغیر مطمئن نہ ہو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تمہارے اعمال ریاء کا رنگ اختیار کر لیں۔

(۳) علم سیکھو اور اپنے سے ادنیٰ انسان سے بھی علم سیکھنے میں عار نہ سمجھو۔ اپنے علم کو کامل نہ سمجھو۔ اور اپنے اندر تکبر پیدا نہ کرو۔ بلکہ طبیعت میں انکساری پیدا کرو۔ لیکن اس انکساری کا یہ نتیجہ نہ ہو۔ کہ طبیعت میں دنایت اور کم ہمتی پیدا ہو جائے۔ ایسا نہ ہو کہ جو بات سنو فوراً قبول کر لو۔ بات کو سنو ضرور اس نیت سے کہ اگر حق ہو۔ تو قبول کر لینگے۔ لیکن بغیر تحقیق کے قبول نہ کرو۔

ایک مسلمان کیسا ہے؟

جب آنحضرت صلعم کو پہلی وحی کے نازل ہونے کے بعد اضطراب ہوا۔ تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہکر تسلی دی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی ذلیل نہیں کریگا

قرآن کریم الہامی ہے یا وید؟

آریوں سے ایک زبردست مباحثہ

اس مباحثہ کی تقریب اس طرح پیش آئی کہ مہاشہ دھرم بھکشو جو آجکل لکھنؤ سے دو سال کے لئے پنجاب میں تبلیغ کرنے کے لئے بلائے گئے ہیں۔ دورہ کرتے ہوئے قادیان میں بھی آئے۔ آتے ہی انھوں نے جو لیکچر دیا۔ اسمیں اپنے علم و فضل و لائق و فائق مناظر ہونے کے متعلق اسقدر تعلی کی کہ کہا میرے سامنے خلیفۃ المسیح کو لاؤ۔ میں ان کے ساتھ بحث کرونگا۔ میں نے فلاں عالم کو شکست دی۔ فلاں کو دی۔ میں پنڈت لیکھرام کا خاص شاگرد ہوں میں یہاں سال بھر ٹھہر سکتا ہوں۔ اور دیکھونگا کہ کس طرح پنڈت لیکھرام کے دلائل کو توڑا جا سکتا ہے۔ اگرچہ اس تعلی کا جواب تو اسوقت مولوی جلال الدین صاحب نے جو اتفاق سے اس کے لیکچر میں موجود تھے۔ عملی طور پر دیدیا۔ یعنی وہ اسوقت آگے بڑھے اور اس کے چیلنج مباحثہ کو منظور کر کے تقریر حسب منظوری آریہ پریذیڈنٹ کرنے ہی لگے تھے کہ اس نے یہ کہکر روک دیا کہ مجھے سفر کی کوفت ہے اسوقت میں مباحثہ نہیں کر سکتا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ آپ نے کیوں چیلنج دیا۔ اور پھر یہ کیوں کہا کہ آپ اسوقت بیٹھے آ کر تقریر کر سکتے ہیں کہنے لگے مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ اسوقت تیار کھڑے ہیں مگر ہم نے مناسب سمجھا کہ باقاعدہ مباحثہ کر کے لوگوں پر اس کی علمیت کی حقیقت واضح کی جائے۔ اور انکو بھی دکھا دیا جائے کہ وہ کتنے پانی میں ہیں۔ چنانچہ ۷ اکتوبر کی صبح کو چند آدمی پنڈت صاحب کی جائے قیام پر گئے۔ اور شرطیں طے کر کے اس رات مباحثہ کا وقت مقرر کر آئے۔ مباحثہ کے لئے تین گھنٹہ وقت رکھا گیا۔ شرطوں میں جو باتیں بھی انہوں نے اپنے فائدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے منوانی چاہیں۔ منظور کر لی گئیں۔ چنانچہ ہم نے بہت زور دیا کہ نصف وقت صرف قرآن شریف پر بحث ہو اور نصف وقت صرف وید کے متعلق تبادلہ خیالات کیا جائے لیکن پنڈت صاحب نے اسے ہرگز نہ مانا اور یہی کہا کہ مباحثہ مخلوط ہو گا۔ ہم نے ان کے اصرار کی وجہ سے اسکو بھی منظور

کر لیا۔ آخری تقریر انھوں نے اپنی رکھی۔ اسکو بھی ہم نے منظور کر لیا پھر اسباب پر اڑ گئے کہ مکان ہمارا ہو۔ ہم نے باوجود اسکے کہ وہ مکان نہایت ہی تنگ تھا اور سامان نشست بھی نہیں تھا اسے منظور کر لیا چنانچہ اسطرح پر یہ مباحثہ شروع ہوا۔ جسکی مختصر طور پر یہ روئداد شائع کیجاتی ہے۔ اس مباحثہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ دوسری ہی تقریر میں مہاشہ صاحب کے اوسان خطا ہو گئے۔ ہونٹ خشک ہونے لگے تمام تعلیاں بھول گئے۔ علم و فضیلت کے تمام دعاوی دھرے رہ گئے۔ جو کہتے تھے۔ وہ اسقدر بے تعلق اور اوٹ پٹانگ ہوتا تھا کہ انکو خود بھی پتہ نہیں تھا کہ کیا کہہ رہا ہوں۔ قرآن شریف کے حوالے تو بھولے ہی تھے۔ وید کے حوالوں پر بھی نسیان کا پانی پھر گیا۔ غرضکہ جو انکی حالت ہوئی وہ انکو عمر بھر یاد رہیگی۔ اب ہم ذیل میں روئداد لکھتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

شیخ صاحب کی تقریر

جناب شیخ عبدالرحمن صاحب فاضل مصری نے قرآن کریم کے الہامی ہونے کے متعلق تقریر کرتے ہوئے کہا:-

اوّل - ایک الہامی کتاب کے متعلق یہ دیکھنا ضروری ہے کہ جسپر وہ نازل ہوئی ہو۔ اسکی پہلی زندگی پاک اور پوتر ہے یا نہیں۔ اگر اسکی زندگی پوتر نہیں تو اس کتاب کی طرف توجہ نہیں کرینگے کیونکہ خدا پوتر ہے اسلئے وہ پوتر انسان سے ہی تعلق رکھتا اور اسپر الہام نازل کرتا ہے۔

پھر یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس کتاب کی تعلیم نے اس انسان پر کیا اثر پیدا کیا۔ جس پر کہ وہ اتری۔ اگر اچھے نتائج پیدا کئے ہیں تو اس کی طرف توجہ کی جائیگی۔ ورنہ نہیں۔

اس معیار کے مطابق جب ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی کو دیکھتے ہیں تو اس کے متعلق مخالف و موافق سب کی شہادت پاتے ہیں کہ آپ کی پہلی زندگی مطہر و پاک تھی۔ اور قرآن کریم نے اس کے متعلق اس طرح چیلنج دیا ہے۔ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ کہ میں ایک عمر تم میں رہا ہوں۔ میری اس زندگی پر غور کرو اور دیکھو کہ اسمیں کوئی نقص نہیں۔ پھر ابوسفیان نے ہرقل کے سامنے بحالت کفر اور سخت مخالفت کے زمانہ میں رسول کریم کی پہلی زندگی کے پاک ہونے کے متعلق شہادت دی۔ اور دعویٰ کے بعد آپ نے لوگوں کو جمع کر کے کہا کہ کیا میں اگر تمہیں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک خطرناک دشمن آ رہا ہے جو تمہیں تباہ کر دیگا تو تم اس بات کو مانو گے یا نہیں لوگوں نے کہا ہم نے آپکو کبھی جھوٹا نہیں پایا۔ اسلئے جو کچھ آپ کہینگے مانینگے۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں اطلاع دیتا ہوں کہ خدا کا غضب بھڑکنے والا ہے۔ تم خدا کو راضی کر لو اور مسلمان ہو جاؤ۔

اس واقعہ سے بھی ظاہر ہے کہ مخالفین بھی آپکو صادق سمجھتے تھے پھر حضرت ابوبکرؓ کو جب بتایا گیا کہ تمہارے ساتھی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو انہوں نے یہ کہکر فوراً مان لیا کہ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اسلئے جو کچھ کہتے ہیں سچ ہے۔ یہ تو رسول کریمؐ کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی کے پاک ہونے کے متعلق شہادتیں ہیں۔ دعویٰ کے بعد آپکے متعلق یہ دعویٰ کیا گیا۔ انک لعلی خلق عظیم۔ آپکے اخلاق سب سے اعلیٰ تھے۔ پھر آتا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ یہ رسول لوگوں کے لئے نہایت اعلیٰ نمونہ ہے۔ پھر فرمایا۔ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین۔ اگر آپ میں یہ حالت نہ پائی جاتی تو کیا لوگ آپکی فوراً تکذیب نہ کر دیتے۔ پھر کیا حضور کا رات کا اکثر حصہ عبادت الٰہی کے لئے کھڑے رہنا یہانتک۔ کہ آپکے پاؤں سوجھ جاتے تھے اس امر کی دلیل نہیں کہ آپکے اندر قرآن شریف نے سچا عشق الٰہی پیدا کر دیا تھا یہاں تک کہ آپکے اس نمونہ کو دیکھ کر کفار بھی بول اٹھے کہ عشق محمد ربہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے رب سے عشق ہے۔

دوم کامل الہامی کتاب کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود دعویٰ کرے کہ الہامی بھی ہے اور کامل بھی۔ دعویٰ اسلئے ضروری ہے کہ بعض اوقات کتاب خود خاموش ہوتی ہے۔ مگر اسکے ماننے والے اسپر رنگ چڑھا کر اسے کچھ کا کچھ بنا دیتے ہیں۔ جیسا کہ عیسائیوں نے بائبل کے ساتھ کیا۔ قرآن کریم دونوں دعوے کرتا ہے۔ الہامی ہونے کے متعلق آتا ہے۔ تنزیل الکتب من اللہ العزیز الحکیم۔ یہ کتاب عزیز اور حکیم خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ اور کامل ہونے کے متعلق فرماتا ہے۔ ذلک الکتب لا ریب فیہ یہی ایک کامل کتاب ہے جسمیں کوئی نقص نہیں ہے۔ پھر فرمایا۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ کہ اس دین کو ہم نے مکمل کر دیا۔ پھر فرمایا ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ۔ کہ جو کوئی دین اسلام کے سوا کسی اور مذہب کی پیروی کریگا۔ اس سے کچھ قبول نہیں کیا جائیگا۔

سوم۔ کامل کتاب کو چونکہ ہمیشہ کیلئے رہنا ہے۔ اسلئے اس کے ساتھ خدا کی فعلی شہادت بھی ہونی چاہیئے جو اسکی ہمیشگی کو ظاہر کرے اس کیلئے پہلی بات جو ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ایسے سامان پیدا ہوں کہ وہ کتاب ساری دنیا میں پھیل سکے۔ اور جس قوم کو وہ کتاب دیجائے اسے ایسے اسباب مہیا ہوں کہ وہ تمام دنیا میں اسے پہنچا سکے۔

اسکے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کو خط لکھے۔ اور صحابہ نے دنیا میں قرآن کریم کو پہنچایا۔

پھر قرآن کریم کی حفاظت کے لئے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو اسکے حفظ کرنے کی توفیق دی۔ اور ہر زمانہ میں سینکڑوں اور ہزاروں حافظ ہوئے۔ اور باطنی حفاظت کیلئے خدا تعالیٰ نے ہر زمانہ میں مجدد بھیجے کہ لوگوں کے خیالات اور اعتقادات میں جو غلطیاں ہوں۔ انکی اصلاح کر دیں۔

پھر جس زبان میں خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کو نازل کیا وہ اب تک زندہ ہے اور پہلے کی نسبت زیادہ پھیل گئی ہے۔

چہارم درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اسلئے یہ دیکھنا چاہیئے کہ جس کتاب کو الہامی کہا جاتا ہے وہ اپنے اندر کوئی تاثیر بھی رکھتی ہے یا نہیں۔ الہامی کتاب کی سب سے بڑی اور سب سے اعلیٰ غرض یہ ہے کہ انسان کا خدا سے تعلق پیدا کرائے۔ اسلئے یہ دیکھنا چاہیئے کہ الہامی کتاب ایسا کرتی ہے یا نہیں؟

اس کو مدنظر رکھ کر جب ہم اسبات کو دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم سے قبل عرب کی کیا حالت تھی اور بعد میں کیا ہوئی تو پتہ لگتا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم نے ان لوگوں پر کیسا اثر کیا انکی تمام برائیوں کو دور کر دیا انھیں مہذب اور عقلمند اور دنیا کا استاد بنا دیا۔

پنجم۔ الہامی کتاب کے لئے یہ ضروری بات ہے کہ اسمیں ایسی باتیں ہوں جو انسانی طاقت سے بالا ہوں جنمیں ایک علم غیب ہے جو انسان کو نہیں ہوتا بلکہ خدا کیلئے ہے۔ اسلئے جو کتاب خدا کی طرف سے ہو اسمیں غیب کی باتیں ہونی چاہیئیں۔ قرآن کریم سے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ یہودیوں کے متعلق کہا گیا ہے۔ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ۔ الآیۃ جہاں کہیں بھی یہ ہونگے انپر ذلت و مسکنت پڑتی رہیگی یہ ایسی پیشگوئی ہے کہ اب بھی پوری ہو رہی ہے۔ یہودیوں کی کسی جگہ حکومت نہیں۔ ہر جگہ ذلیل اور خوار ہیں۔

(اسکے علاوہ اور بہت سی پیشگوئیاں بیان کی گئیں مگر یہاں بوجہ اختصار بطور مثال صرف ایک ہی کا ذکر کیا گیا ہے) یہ تو میں نے چند ایک وہ باتیں بتائی ہیں جو الہامی کتاب میں ہونی چاہیئیں۔ اب بتاتا ہوں کہ یہ باتیں نہیں ہونی چاہیئیں:۔ **اول** الہامی کتاب انسانی دست برد سے محفوظ ہے۔ قرآن کریم کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ یعنی اسکو نازل کیا ہے اور میں ہی اس کا محافظ ہوں پھر فرماتا ہے۔ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔ باطل اسمیں آگے سے اور پیچھے سے داخل ہو سکتا ہے کیونکہ یہ حکیم حمید خدا کی طرف سے اتاری گئی ہے۔ **دوم** یہ کہ اسمیں اختلاف نہ ہو قرآن کریم کے متعلق آتا ہے۔ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو چونکہ یہ کثیر ہے اور بہت سے مختلف مسائل پر مشتمل ہے۔ اسلئے اسمیں ضرور اختلاف ہوتا۔ باوجود کثیر ہونے کے اسمیں کوئی اختلاف نہیں اور یہ اسکے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے۔ **سوم** مکمل الہامی کتاب ابتدائی زمانہ میں نہ ہو۔ بلکہ ایسے زمانہ میں آئے جبکہ مفاسد دنیا میں بڑھ چکے ہوں کیونکہ اسلئے کہ انسان خطرناک نمونہ سے زیادہ متاثر ہوتا ہے مگر ابتدائی کتاب کوئی نمونہ نہیں پیش کر سکتی۔ اور کامل کتاب وہی ہو سکتی ہے جو انسان کے ہر فطرتی تقاضا کو پورا کرے۔

اسکے بعد ایک اور ضروری بات بیان کرتا ہوں انسان کیلئے تین چیزوں کی ضرورت ہے۔ اور انکا کامل الہامی کتاب میں ہونا ضروری ہے (۱) خدا کی طرف لے جانے والی اور تعلق پیدا کرنے والی باتیں بتائی جائیں (۲) ان کے صحیح ہونے کے دلائل تاکہ انسان شرح صدر سے انہیں قبول کرسکے (۳) عقائد باطلہ اور ان کے باطل ہونیکے دلائل جس کتاب میں یہ تینوں ضرورتیں پوری کی گئی ہوں۔ وہ کامل ہوسکتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم اس کے متعلق فرماتا ہے۔ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینت من الھدی والفرقان کہ قرآن میں ہدایت ہے لوگوں کے لئے (۲) دلائل ہیں ہدایت کے (۳) یہ حق وباطل میں فرق کرتا ہے۔ ابتدائے دنیا میں چونکہ باطل عقائد کا وجود ہی نہیں ہوتا اس لئے انکا رد بھی نہیں ہوسکتا۔ پس کامل الہامی کتاب ابتدائے دنیا میں نہیں آسکتی۔

یہ مختصر طور پر میں نے چند باتیں بیان کی ہیں۔ اور ان کو قرآن کریم سے پیش کرکے بتایا ہے۔ کہ الہامی کتاب کیلئے ان کا ہونا ضروری ہے۔

آریہ مہاشہ کی تقریر

اس تقریر کے بعد آریہ مہاشہ نے وید کے الہامی ہونے کے متعلق تقریر کی اور حسب ذیل باتیں الہامی کتاب کے لئے ضروری قرار دیں (۱) اس میں اختلاف نہ ہو۔ ۲ جس کے ذریعہ کتاب ملے اس کی زندگی پاک ہو ۳ الہامی کتاب عالمگیر ہو ۴ اس میں تحریف نہ ہو۔ ۵۔ مکمل الہامی کتاب اس وقت آئے جب گناہ وثواب نیکی و بدی دنیا میں نہ ہو۔ ۶۔ خدا کی حقیقت اچھی طرح بیان کی گئی ہو۔ ۷۔ روح کی اصلیت بتائے۔ ۸۔ یہ بتائے کہ خدا کی عبادت دن رات میں کتنی دفعہ کرنی چاہیئے۔ ۹۔ یہ بتائے کہ کس کس سے شادی کرلی چاہیئے۔ اور کس کس سے نہیں کرنی چاہیئے وید نے خون کے سب رشتے حرام کئے ہیں۔ ۱۰ ابتدائے آفرینش میں ہو۔ اسمیں پیشگوئی نہ ہو کسی کا کوئی قصہ نہ ہو۔ دشمن کے ساتھ برا سلوک کرنیکا ذکر نہ ہو۔ ایک یہ بات یاد رہے کہ چونکہ لوگ ایشور کا کلام کا فقرہ استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے مینے بھی اسکو استعمال کیا ہے لیکن بات یہ ہے کہ ہم ایشور کا کلام وید کو نہیں مانتے ایشور کا گیان مانتے ہیں۔ اس کے بعد شیخ صاحب کو آریہ مہاشہ کی تقریر پر اعتراض کرنے کا حق تھا۔ اور آریہ مہاشہ کو شیخ صاحب کی تقریر پر۔ اس کے مطابق شیخ صاحب نے جو تقریر کی اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ

شیخ صاحب کی دوسری تقریر

پہلی بات جو میں ویدوں کے متعلق کہنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ وید جن رشیوں پر نازل ہوئے انہی کے متعلق اختلاف ہے۔ کہ کیا چیز تھے۔ ایک قوم کہتی ہے۔ کہ وہ چار عناصر تھے۔ ایک قوم کہتی ہے۔ وہ انسان تھے۔ ایک قوم کہتی ہے کہ یہ ایک ہی رشی برہما پر نازل ہوئے۔ ۲۔ ان رشیوں کی زندگی کا کوئی پتہ نہیں لگتا۔ کہ وید نازل ہونے سے قبل کیسی تھی۔ اور وید کے بعد کیسی تھی ۳۔ اس کا بھی پتہ نہیں چلتا۔ کہ وید کتنے ہیں۔ تین یا چار یا چار سے بھی زیادہ۔ سوامی دیانند جی کی تحریر سے تین ہی ویدوں کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ وید پڑھنے کا انہوں نے جو طریق بتایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ۳۶ برس تک ویدوں کو پڑھے اور ۱۲-۱۲ سال ایک وید پر خرچ کرے اب ۱۲×۳ = ۳۶ ہوتے ہیں۔ یا ۱۲×۴ = ۳۶ یہ حساب دان سمجھ سکتے ہیں۔

پھر یجر وید میں صرف رگ۔ یجر۔ سام کا ذکر ہے۔ چوتھے کا کوئی نام نہیں۔ پھر شتھ پتھ براہمن کانڈ میں بھی صرف تین کا ذکر ہے۔ ۴۔ ویدوں میں تحریف پائی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وید ابتدائے دنیا میں نازل ہوئے۔ مگر اس میں ایک منتر ہے جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ دنیا کے ابتدا میں جب تبت میں مخلوق پیدا کی گئی تو اسوقت ایک ذات تھی بعد میں نیک اور بد ہو جانیکی وجہ سے آریہ اور دسیو دو نام ہوگئے۔ چنانچہ آتا ہے جب آریوں کو تنگ کیا گیا۔ تو وہ ہندوستان میں آگئے اور اسوقت لوگوں کے دو نام دسیو اور آریہ پڑے۔ یہ رگوید کا قول ہے اب یا تو یہ مانو کہ وید ابتدا دنیا میں نازل نہیں ہوئے۔ یا یہ مانو کہ یہ منتر بعد میں داخل کیا گیا ورنہ وید کے نزول کے بعد کا واقعہ وید میں کسطرح درج ہوگیا۔

پھر ایک منتر ایک وید میں جو پہلے کا چھپا ہوا ہے۔ موجود ہے۔ لیکن دوسرے میں نہیں ہے اسی طرح دو اور منتر ہیں۔ جو بعض میں پائے جاتے ہیں اور بعض میں نہیں پائے جاتے (یہ منتر پڑھکر سنا دیئے گئے)

۵۔ پھر یہ بھی درست نہیں۔ کہ وید ابتدائے آفرینش میں نازل ہوئے۔ کیونکہ اس میں ایک منتر ہے جس میں کہا گیا ہے۔ کہ گذشتہ زمانہ کے لوگوں سے علم حاصل کرو۔ اگر وید ابتدائے آفرینش میں نازل ہوا تھا تو یہ کہنے کا کیا مطلب (اسکی تائید میں اور بھی بہت سے منتر پیش کئے گئے)

۶۔ وید میں پرمیشور کی ایسی صفات بیان کی گئی ہیں جو اس کی شان کے بالکل خلاف ہیں۔ مثلاً آتا ہے۔ کہ پرمیشور کے علم کی ترقی ہو۔ اسکی خواہش بڑھے۔ ترقی حاصل کرے پہلے آپ مضبوط ہوں اور پھر دوسروں کو مضبوط کیجئے۔ بوٹیوں کا رس نوش کیجئے۔ ہماری کھانے کی چیزوں کو نہ چراؤ۔ اور نہ اعداد کو چرانے دو۔ پرمیشور کے علم کے متعلق آتا ہے۔ کہ میں نے نجات پانے کے دو راستے سنے ہیں۔

۷۔ وید ساری دنیا کے لئے نہیں۔ کیونکہ اس میں آتا ہے کہ میں اپنی بیوی اور چار قوموں یعنی برہمن۔ کھتری۔ ویش۔ شودر کو صرف وید کا اپدیش کرتا ہوں اور یہ چار قومیں آریہ لوگوں کی تقسیم ہیں جو تبت سے دسوؤں سے بھاگ کر ہند میں آباد ہوئے تھے۔ جنکی وجہ سے یہ ملک آریہ ورت کہلایا

یہ تمام حوالے جنکا مفہوم درج کیا گیا ہے۔ اصل الفاظ میں معہ وید اور دوسری کتب کے پتہ و نشان کے پڑھے گئے۔

مہاشہ جی کی تقریر

اس کے بعد مہاشہ جی نے شیخ صاحب کی تقریر پر اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

۱۔ قرآن میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک جگہ خدا کہتا ہے میں رسولوں میں کوئی فرق نہیں کرتا۔ اور دوسری جگہ کہتا ہے۔ میں نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ پھر ایک جگہ آتا ہے تم کو بھلائی میری طرف سے اور برائی تمہاری اپنی طرف سے پہنچتی ہے۔ اور دوسری جگہ آتا ہے۔ بھلائی اور برائی سب خدا کی طرف سے ہے ۲۔ پھر قرآن میں آتا ہے اللہ مسخری کرتا ہے۔ اللہ مکار ہے۔ جبار ہے۔ قہار ہے۔ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ ۳ پھر آتا ہے خدا بندر کو سؤر بنا دیگا۔ ۴۔ قرآن میں آتا ہے۔ خدا نور ہے زمین و آسمان کا۔ اس مثال سے خدا کی ماہیت بتائی ہے۔ اس سے تو خدا مجسم ٹھہرتا ہے۔ ۵ روح کی ماہیت بتائی گیا ہے۔ خدا کا عرش پانی پر تیر رہا ہے کا کیا مطلب ہے۔ ۶۔ محمد صاحب کی زندگی پاک ہونے کے متعلق قرآن کا حوالہ قابل تسلیم نہیں ہے ممکن ہے بعد میں ملا دیا گیا ہو۔ ۷ ان کی بہت سی بیویاں تھیں۔ اور اخلاق حسنہ کی رو سے زیادہ بیویاں کرنا اخلاقی جرم ہے جب عورت کو ایک ہی مرد کی اجازت ہے۔ تو مرد کو کیوں ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت ہے۔ ۸ محمد صاحب نے زید کی عورت سے خود شادی کرلی۔ اس کو ایک دفعہ دیکھا اور اسپر عاشق ہوگئے۔ اور اپنے گھر میں ڈال لیا۔ ۹۔ قرآن میں آتا ہے۔ کہ نبی کے دشمن شیطان ہوتے ہیں۔ وہ الہام میں القا کرتے ہیں۔ اب کیا ثبوت ہے۔ کہ قرآن میں شیطانی القا نہیں ہے۔

آریہ مہاشہ صاحب مذکورہ بالا غلط سلط اعتراض کرکے بیٹھ گئے۔ اور وید کے متعلق جو اعتراض کئے گئے۔ ان کا کوئی بھی جواب نہ دے سکے۔ مہاشہ جی کو عربی پڑھنے کا بھی بہت شوق تھا۔ لیکن ایک آیت بھی صحیح نہ پڑھ سکے پہلے تو اوٹ پٹانگ پڑھنے پر جب حاضرین ہنس پڑے تو برافروختہ ہوگئے اور کہنے لگے۔ ہنسی سے کیا فائدہ کوئی غلطی بتاؤ۔ لیکن جب اس کے بعد پہلی ہی آیت پر غلطی بتلائی گئی۔ تو کھسیانے ہوکر ان گئے۔ کہ میں عربی نہیں جانتا۔

شیخ صاحب کی تقریر

شیخ صاحب نے مہاشہ جی کے جواب میں تقریر کرتے بتایا کہ (۱) مہاشہ جی نے قرآن کریم کے اختلاف کے متعلق جو ثبوت دیا ہے۔ وہ ان کی ناواقفیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اختلاف کے لئے آٹھ شرطیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ دونوں باتیں ایک ہی کیطرف سے کہی گئی ہوں۔ مگر جو آیتیں مہاشہ جی نے پیش کی ہیں ان میں سے ایک کا تو یہ مطلب ہے۔ کہ مومن کہتے ہیں۔ ہم سارے نبیوں پر ایمان لانے میں کوئی فرق نہیں کرتے اور فرق صرف ایمان اور کفر میں ہے جیسا کہ اسی آیت کے اگلے حصے یقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض سے ظاہر ہے۔ اور دوسری آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

نیکی بدی کے متعلق جو اعتراض کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کو جو دکھ پہنچتا ہے۔ اسکے دو سبب ہوتے ہیں۔ ایک انسان کا فعل اور دوسرا خدا کی طرف سے اس کا نتیجہ اور یہ بات آریہ سماج کو بھی مسلم ہے۔ پس انسان کو جو دکھ ہوتا ہے۔ وہ چونکہ اس کے اپنے فعل کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور اس نتیجہ کو خدا مرتب کرتا ہے اس لئے یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ انسان خود دکھ اٹھاتا ہے۔ اور یہ بھی کہ خدا کی طرف سے اسے دکھ پہنچا۔ جیسا کہ چور کو جیل خانہ میں پہنچانے والی چوری بھی ہے اور گورنمنٹ بھی مگر سکھ بعض اوقات بغیر عمل کے بھی ملتا ہے۔ اس لئے اسکو انسانی نفس کیطرف منسوب نہیں کیا صرف خدا کی طرف ہی اسکو نسبت دی گئی۔ (۲) اللہ یستھزئ بھم جس کے یہ معنے کئے گئے ہیں۔ کہ اللہ مسخری کرتا ہے۔ عربی قواعد کے رو سے اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ اللہ ان کو ٹھٹھا کرنے کی سزا دیگا اگر مہاشہ جی عربی جانتے تو یہ اعتراض نہ کرتے۔ عربی میں مکر کے معنی وہ نہیں جو اردو میں لئے جاتے ہیں۔ بلکہ مکر کے معنے تدبیر کے ہیں۔ جبار کے معنے اصلاح کرنیوالے کے ہیں۔ نہ کہ جبر کرنے والے کے اور قہار کے معنی غالب کے ہیں۔ قہر نازل کرنیوالا نہیں۔ کیا مہاشہ جی پرمیشور کو عاجز مانتے ہیں جو معترض ہوئے۔ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے کا یہ مطلب ہے کہ کوئی کافر خدا کی قدرت سے باہر نہیں ہے۔ کیا آپ پرمیشور کو ہر چیز پر محیط نہیں مانتے۔ ۳۔ مہاشہ جی نے کہا ہے۔ کہ قرآن میں آتا ہے خدا اپنی پنڈلی کھولیگا۔ اگر وہ یہ معنے قرآن سے نکال دیں۔ تو جو انعام چاہیں لیں پنڈلی کھولنا عربی کا محاورہ ہے۔ جو سخت مصیبت کے وقت بولتے ہیں۔ ۴۔ عرش کا مطلب خدا کی حکومت ہے۔ اعلیٰ الماء سے مراد پانی پر حکومت ہے۔ پانی پر خدا کا عرش تیرتا ہے مہاشہ جی کسی آیت سے نکال دیں تو انعام لیں روح کی ماہیت یہ ہے۔ کہ مخلوق ہے۔ من امر ربی خدا کے حکم سے مخلوق ہوئی ہے۔ ۵۔ رسول کریمؐ کی زندگی کے پاک ہونے کا میں نے تاریخی طور پر بھی ثبوت دیا تھا۔ ۶۔ مہاشہ جی نے ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کو اخلاق حسنہ سے بعید بتایا ہے۔ اسکے متعلق وید کا حوالہ پیش کرتا ہوں جیسا کہ آتا ہے۔ دولت وحشمت دو پیاری بیویوں کی طرح خدا کی خدمت گذار ہیں اگر وید کے نازل ہونیکے وقت ایک سے زیادہ بیویاں کرنا جائز نہ تھا۔ تو مثال کیوں دی گئی۔ دراصل ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا بڑا بھاری کام ہے۔ ان میں انصاف قائم رکھنا معمولی بات نہیں۔ رسول کریمؐ نے اپنی جوانی کی عمر اپنے سے پندرہ سال بڑی یعنی پچیس سال کی عمر میں چالیس سال کی عورت کی رفاقت میں بسر کی۔ اور پھر پچھلی عمر میں ایک سے زیادہ بیویاں کیں جن میں سوائے ایک کے سب بیوہ تھیں۔ اور اسطرح دونوں نمونے دنیا کو دکھا دئے۔

آریوں نے اگر ایک مرد کے لئے ایک ہی بیوی رکھی ہے۔ تو اس کے ساتھ نیوگ جیسی غیرت سوز رسم بھی موجود ہے۔ جس میں گیارہ تک اجازت ہے ۷۔ زینب کی عورت رسول کریمؐ کی پھوپھی کی لڑکی تھی۔ اور آپ نے خود اس کا نکاح زید سے کیا تھا۔ اگر آپ کو عشق ہوتا۔ تو پہلے ہی اس سے کیوں نہ نکاح کر لیتے۔ مہاشہ جی نے یہ جھوٹ کہا ہے۔ کہ رسول کریمؐ نے اسکو ایک دفعہ دیکھ لیا۔ اور عاشق ہو گئے۔ ایک دفعہ دیکھنے کا کیا مطلب وہ تو شروع سے جانتے تھے۔ ۸۔ مہاشہ جی نے کہا ہے۔ کہ نبی کے الہام میں شیطان القا کرتا ہے۔ اس کا ثبوت دیں۔ یہ غلط کہا ہے۔

وید کے متعلق مہاشہ جی نے میرے پہلے اعتراضوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ ایک دو اور سن لیں۔ ایک طرف تو وید میں ناچنے والی کے پیدا کرنے کی دعا کی گئی ہے اور دوسری طرف ستیارتھ پرکاش میں ناچنے کو شہوت کے کام بتایا گیا ہے۔ اس سے آپ اندازہ کر لیں کہ وید کے رشی کس کریکٹر کے آدمی تھے۔ اگر نور السمٰوٰت کے کہنے سے خدا مجسم ہو جاتا ہے تو ویدوں میں پرمیشور کا جو حلیہ بیان کیا گیا ہے اسکو بھی ملاحظہ کر لیں چنانچہ لکھا ہے۔ کہ دن رات اسکے پہلو ہیں۔ چاند سورج آنکھیں ہیں وغیرہ

مہاشہ جی کی تقریر

اس کے جواب میں آریہ مہاشہ نے کہا میں یہاں انعام لینے نہیں آیا۔ قرآن میں آتا ہے کہ قیامت کے دن خدا آئیگا۔ اور اپنی پنڈلی کھولیگا۔ عرش کے معنی حکومت کس لغت میں ہیں۔ اور جب اس کے معنی چھت کے ہیں۔ تو کیوں یہی نہ لیں۔ عورتوں میں اگر مساوات بھی رکھی جائے۔ تو بھی ایک سے زیادہ نہیں ہونی چاہئیں۔ کیا ایک عورت دو مرد رکھ سکتی ہے۔ اگر وہ ان سے مساوات کرے۔ محمد صاحب نے لے پالک جو بیٹا ہوتا ہے اسکی بیوی یعنی بہو سے شادی کر لی۔

شیخ صاحب کی تقریر

اس کے بعد شیخ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ مہاشہ جی نے ویدوں کے متعلق پھر کوئی جواب نہیں دیا۔ کچھ اور سن لیں۔

ویدوں میں خلاف عقل تعلیم پائی جاتی ہے۔ چنانچہ بکرے دودھ حاصل کرنے کا ذکر ہے۔ پھر یہ دعا سکھائی گئی ہے۔ کہ ہم زمانہ ماضی حال اور مستقبل میں خوش رہیں۔ حال اور مستقبل میں سکھی رہنے کی تو دعا ہوئی گذشتہ زمانہ میں سکھی رہنے کا کیا مطلب پھر وید سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مادہ جو بے جان چیز ہے اس میں بھی خواہش پائی جاتی ہے۔

وید میں لکھا ہے۔ کہ زمین کے بننے سے تین برس پہلے بوٹیاں موجود تھیں ویدوں سے اس بات کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ کہ ماں بہن سے نیوگ کرنیوالا گنہگار ہوتا ہے۔ وید تو بیٹی سے بھی ایسے تعلقات جائز بتاتا ہے۔ چنانچہ ایک مثال دی گئی ہے۔ بادل بمنزلہ باپ زمین بمنزلہ لڑکی حمل قائم کرتا ہے معلوم ہوتا ہے۔ ویدک زمانہ میں ایسی مثالیں پائی جاتی تھیں۔ دشمنوں کے ساتھ برے سلوک کا ذکر اگر الہامی کتاب میں نہیں ہونا چاہیئے جیسا کہ آپ نے بیان کیا ہے تو پھر وید کے ان منتروں کا کیا مطلب ہے۔ کہ پرمیشور دشمنوں پر غصہ کرنے والا ہے۔ دشمنوں کی زبان قطع کرنے والا ہے۔ عورت کے دو خاوند نہ رکھنے کی یہ وجہ ہے۔ کہ عورت ایک ہی مرد کا نطفہ لے سکتی ہے۔ اور مرد ایک سے زیادہ کو رکھ سکتا ہے۔ مہاشہ جی کہتے ہیں۔ عرش کے معنی چھت کیوں نہ کریں۔ میں پوچھتا ہوں۔ سوامی جی نے اگنی کے معنے پرمیشور کئے ہیں اس کے معنے آگ کیوں نہ لئے جائیں۔ جبکہ اسکے معنے آگ ہی ہیں۔ عرش کے معنے حکومت اسکے لئے دیکھو مفردات راغب۔ لے پالک کو بیٹا کہنا سخت غلطی ہے۔ کیا کسی کو اگر بیوی کہا جائے تو وہ بیوی ہو جاتی ہے کسی کو باپ کہنے سے وہ باپ نہیں بن جاتا۔ کسی کو بیٹا کہنے سے وہ بیٹا کسطرح بن سکتا ہے۔ لہذا آپکا اعتراض باطل ہے۔ القاء شیطانی کے متعلق سن لو۔ اس آیت کے معنی آپنے غلط کئے ہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ نبی کی ایک خواہش ہوتی ہے۔ یعنی لوگ حق کو مان لیں۔ شیطان اسمیں روکیں ڈالتا ہے۔ یعنی کوشش کرتا ہے کہ کوئی حق کو قبول نہ کرے خدا اسکی روک کو اٹھا دیتا ہے۔ اور نبی کی خواہش کو پورا کر دیتا ہے۔

اختتام مباحثہ

اس کے بعد مہاشہ جی نے تقریر کی لیکن [illegible]

174

اشتہارات

ہرایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

خلافت محمود و مصلح موعود

مولوی محمد علی ایم اے امیر پیغام کے مایہ ناز رسالہ المصلح الموعود کا خاکسار ایڈیٹر فاروق کے قلم سے جواب لاجواب جس میں حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی خلافت کا اور حضور کے مصلح موعود ہونیکا ناقابل تردید ثبوت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات سے دیا جا کر امیر پیغام کے جملہ مکائد کی تردید اور دلائل کا رد ایسے عام فہم طریق سے کیا گیا ہے کہ امیر پیغام اور اس کے حامیوں میں سے کسی کو آجتک اسکے جواب کا حوصلہ نہیں ہوا۔ ہرایک مبائع کے پڑھنے کی کتاب ہے چند نسخے باقی ہیں۔ قیمت صرف ۸/ علاوہ محصولڈاک۔

پتہ
مینجر فاروق بک ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور

نوٹ سلسلہ کی تمام کتابیں فاروق ایجنسی سے مل سکتی ہیں۔

شہید مرحوم

صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کے حالات زندگی چھپ گئے

سید احمد نور صاحب مہاجر کابلی نے یہ حالات زندگی نہایت دلچسپ پیرائے میں لکھے ہیں۔ ۳۲ صفحہ حجم۔ اس رسالہ کے پڑھنے سے احمدیت پر ایمان تازہ ہوتا ہے۔ عجائبات قدرت الٰہی نظر آتے ہیں۔ ایسا دل آویز بیان ہے۔ کہ اول سے آخر تک پڑھنے کے بغیر رسالہ ہاتھ سے نہیں رکھا جائیگا۔ ساڑھے تین آنہ کے ٹکٹ بھیج کر منگوالیں۔ وی پی طلب کرنا ہو تو کم از کم تین کتابوں کا۔ درخواستیں

بنام

سید احمد نور مہاجر کابلی قادیان پنجاب

عرق خضاب

اس کے واسطے صرف اسی قدر لکھنا کافی ہوگا کہ اس نسخہ کا عرق خضاب جو بالوں کو قدرتی کے مانند سیاہ کرتا ہے۔ اس میں کسی مذہب کے خلاف کوئی جزو نہیں۔ اور نہ ہی نزلہ وغیرہ کرتا ہے۔

عرصہ بیس سال سے

بڑی کامیابی کے ساتھ تمام ہندوستان میں مشہور ہے ہزارہا سندات ہونے پر بھی اس پر کاربند ہوں۔ کہ

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

ایک دفعہ منگوا کر تجربہ کریں۔ دہوکہ بازی کو ہم مذہبی و اخلاقی و قانونی جرم سمجھتے ہیں۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ شیشی ارسال کیا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی آٹھ آنہ علاوہ محصول پیکنگ۔

نوٹ:۔ تین شیشی منگوانے والوں کو محصول میں کفایت ہوگی

خاکسار

ایجنٹ محمد عالم مالک کارخانہ دستی اعجازی پریس قادیان پنجاب

ملفوظات نور

مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول کے فرمودہ کلمات ملفوظات جو وقتاً فوقتاً اخبار بدر میں چھپتے رہے ہیں۔ ایک رسالہ کی صورت میں ہدیہ ناظرین ہیں قیمت ۵/

چٹھی مسیح:۔ مولوی ثناء اللہ کی چٹھی مسیح ابن مریم دل اتے اودا جواب پنجابی نظم مصنفہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ترگڑی قیمت ۱/

دلائل حقہ بر رد ذائل حقہ:۔ مصنفہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب پنجابی نظم حقہ پینے کے نقصانات اور ممانعت از جانب حضرت مسیح موعود نہایت مدلل طور سے بیان کی ہے۔ ہر تینوں کتابیں متذکرہ بالا ہر ایک تاجر کتب قادیان سے مل سکتی ہیں۔

احمدی و غیر احمدی میں کیا فرق ہے:۔ فرمودہ حضرت مسیح موعود نہایت عمدہ سفید کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ۱/

لغات القرآن:۔ جس میں تمام قرآن مجید کی لغتیں مسلسل درج ہیں۔ قیمت ۱/

المشتہر

شیخ رحیم بخش احمدی تاجر کتب مغل بازار امرتسر۔

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضاء نافع صرع مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح۔ دافع بواسیر و جذام و استسقاء زردی رنگ و تنگی نفس و دق و شیخوخیت فساد بلغم و قاتل کرم شکم و مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و بواسیر و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں قیمت قسم اول عہ قسم دوم ۸/ فی تولہ۔

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری۔ بادامی سیاہ اور سفید ماشی ریشمی اور سوتی لنگیاں۔ صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت کی مل سکتی ہیں

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان۔ پنجاب

ضرورت نکاح

ذات راجپوت زمیندار احمدی عمر تخمیناً ۴۰ سال وصیت شدہ کچھ زمین کا مالک بھی ہے۔ گھر کی زمین و جائداد کے بغیر مبلغ ۲۲ روپیہ ماہواری آمدن راشن مفت آئندہ ترقی بھی ہے۔ رشتہ کے معاملہ میں قومیت کا کوئی لحاظ نہیں ہے مگر احمدی مخلص ہو۔ صرف اکیلا آدمی ہے۔ بہن بھائی والدین کوئی نہیں نہ کوئی اور سگا حقدار ہے۔ فقط

ن۔ (معرفت مینجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور)

ایک باموقعہ زمین کی فروخت

ہائی سکول کی عمارت کے مشرق کی طرف سڑک کے متصل ایک قطعہ چھوڑ کر ۲۰ مرلہ زمین قابل فروخت ہے۔ ۳۲۵ روپے میں الگ کیا جا سکتا ہے۔ جو صاحب چاہیں درخواست بھیجدیں۔

ف معرفت الفضل قادیان۔ ضلع گورداسپور

ہندوستان کی خبریں

خلاف ورزی قانون کے ارادے سولن ۹ر اکتوبر علی گڑھ میں یہ افواہ گرم ہو رہی ہے کہ پولیس اور فوج کی مدد سے نیشنل مسلم یونیورسٹی کو علیگڑھ سے نکال دیا جائیگا۔ اس پر خواجہ عبدالمجید صاحب بیرسٹر نے جو سولن میں زیر علاج ہیں ڈاکٹر محمد عالم قائمقام پرنسپل کو بذریعہ پیغام برقی اطلاع دی ہے کہ نہایت امن و عدم اشتداد سے قانون کی خلاف ورزی کیجائے۔

شہزادہ ویلز کی آمد پر ہڑتال الہ آباد ۵ر اکتوبر کانگرس کی کارکن کمیٹی نے ۵ر اکتوبر کو متعدد ریزولیوشن پاس کئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ جس روز شہزادہ ویلز سرزمین ہندوستان پر قدم رکھیں۔ تمام ملک میں عام ہڑتال ہو۔

مدراس کے کارخانوں میں بمب سے جنگ مدراس ۹ر اکتوبر کارخانجات میں معاملات بد سے بدتر ہو رہے ہیں اوڑی ورڈر اور ہندوؤں کے درمیان کھلم کھلا جنگ کی اطلاعیں موصول ہو رہی ہیں۔ کل کی مڈبھیڑ میں فریقین نے بم استعمال کئے ہیں۔ پولیس پر حملہ ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پولیس نے گولی چلائی۔

ڈاکٹر ٹیگور کی بین الاقوامی یونیورسٹی کلکتہ ۷ر اکتوبر فرانس کے مشہور پروفیسر مسٹر سلوین لیوی ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور کی قائم کردہ بین الاقوامی یونیورسٹی کے سلسلہ میں ہندوستان آ رہے ہیں جسکا نام بسوا بھارتی ہے اس یونیورسٹی کی طرف سے پروفیسر صاحب کو ایک ہزار روپیہ اپنے اور اپنی بیوی کے سفر خرچ کیلئے بھیجا گیا۔ ان کو شانتی نکیتن میں اعلیٰ خدمت دیا جائیگا۔

صوبہ برہما پر قانون اصطلاحات کا اطلاق شملہ ۷ر اکتوبر گزٹ کی ایک خاص اشاعت میں اعلان کیا گیا ہے کہ صوبہ برہما کو گورنر کا صوبہ بنا دیا گیا ہے۔ دوسرے صوبوں کے مقابلہ میں جو گورنروں کے ماتحت ہیں۔ برہما کی حالت میں یہ فرق رکھا گیا ہے کہ جہاں دوسرے صوبوں میں قانونی کونسل کے منتخب شدہ ممبروں کی تعداد ۷۰ فیصدی ہوتی ہے وہاں صوبہ برہما میں ۸۰ فیصدی ہوگی۔ برہما کی قانونی کونسل کے ممبروں کی تعداد ۹۲ ہوگی گورنر کی تنخواہ زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ روپیہ ہوگی۔ اور انتظامی کونسل کے ممبروں کی ۳۰۰۰ ہزار

ریل گاڑی پٹری سے اتر گئی راولپنڈی ۱۰ر اکتوبر ڈسٹرکٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ نے تار دیا ہے کہ ۱۰ر اکتوبر کی رات کو دس بجکر ۴۰ منٹ پر پنڈ سلطان روڈ کے قریب ۴۰ میل پر ایک مال گاڑی پٹری سے اتر گئی۔ علاقہ ٹرین کے دو آدمیوں کو خفیف سی چوٹیں آئیں۔

انفرادی طور پر سول نافرمانی کی اجازت بمبئی ۶ر اکتوبر آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے ۵ر اکتوبر کی شام کو اپنے اجلاس میں یہ ریزولیوشن پاس کیا کہ عام سول نافرمانی کی کسی تجویز پر عمل درآمد کا اختیار دینا ناممکن ہے۔ لیکن کمیٹی افراد کو جنہیں تحریک سودیشی کو ترقی دینے پر زور دیا جائے اس شرط پر سول نافرمانی کی اجازت دیتی ہے۔ کہ وہ پراونشل کانگریس کمیٹی کی اجازت سے اور بجالتشدد کرہ ہوائی میں ایسا کرے۔

لارڈ لارنس کے بت کو ہٹانے کی تجویز لاہور کی ٹھنڈی سڑک پر لارڈ لارنس کا بت جو اس شکل میں ہے۔ کہ اس کے ایک ہاتھ میں تلوار ہے۔ اور دوسرے میں قلم اور اس پر یہ کتبہ ہے کہ تم قلم سے حکومت کراؤ گے یا تلوار سے" سے میونسپل کمیٹی نے وہاں سے ہٹا دینے کی تجویز پاس کی ہے۔ اسے فی الحال ٹون ہال میں رکھا جائیگا۔

وائسرائے کا دورہ کشمیر ۱۰ر اکتوبر موجودہ انتظامات کے مطابق وائسرائے بہادر ۱۰ر اکتوبر کو موسم خزاں کے دورہ پر سرینگر کشمیر کو روانہ ہوں گے اور کشمیر میں چند روز دورہ کرنے کے بعد ۱۵ر اکتوبر کے اخیر میں دہلی پہونچ جائینگے۔

صوبہ بہار بھی سول نافرمانی کی اجازت چاہتا ہے پٹنہ ۹ر اکتوبر صوبہ بہار کی خلافت کانفرنس نے سول نافرمانی کرنے کیلئے مرکزی خلافت کمیٹی سے اجازت طلب کی ہے۔ نیز تحریک کی ہے کہ مرکزی کمیٹی فسادات موپلا کی وجوہات کے متعلق تحقیقات کرے۔

غیر ممالک کی خبریں

عراق کی جدید کابینہ وزارت لندن ۴ر اکتوبر شاہ فیصل کی استدعا سے نقیب بغداد نے جو عراق کی عارضی شاہی کونسل کے صدر ہیں ایک جدید کابینہ وزارت قائم کی ہے جس کے وہ خود صدر ہونگے اس جدید کابینہ وزارت کے بہت سے اراکین عارضی کونسل میں بھی اسی قسم کے عہدوں پر ممتاز تھے۔ اور ان میں جعفر پاشا وزیر دفاع علی ساسون آفندی حزقیل وزیر مال اور عبداللطیف پاشا وزیر تجارت شامل ہیں۔ نئے اراکین ڈاکٹر حنا خیاط وزیر حفظان صحت اور حاجی احمد جی وزیر اوقاف ہیں۔

عراق سے فوج ہٹالی جائیگی لندن ۵ر اکتوبر جارج ماؤنٹ بیٹن عراق ہو بیکی بری فوج کی جگہہ شاہی ہوائی فوج متعین کرنے کے سلسلہ میں ابتدائی مدارج انجام پا چکے ہیں۔ فوج عنقریب ہٹائی جائیگی۔ بڑے بڑے شہروں میں صرف چند آدمی رہ جائینگے جو نقل و حرکت کے فرائض وغیرہ انجام دینگے۔ فوج کی جگہہ شاہی ہوائی طاقت کے نائد دستے مقرر کئے جائیں۔

عسکی شہر کا محاصرہ پیرس ۵ر اکتوبر قسطنطنیہ کی خبر ہے کہ ترک بازار جیک کیطرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ تاکہ یونانیوں کو وہاں یونو پر اجتماع نہ کرنے دیں۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ترکوں نے عسکی شہر کا محاصرہ کر لیا ہے۔ اور یقین کیا جاتا ہے کہ سواروں کا ایک دستہ شہر میں داخل ہو گیا ہے۔

یونانیوں کی بیچارگی انگورا ۵ر اکتوبر نیم سرکاری بیان ہے۔ کہ ترکوں نے ترکی اور بولوادین کے نواح میں پسپا شدہ یونانیوں کو گھیر لیا ہے۔ یونانیوں نے مدافعت نہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے سخت نقصانات برداشت کئے اور ہتھیار ڈالدئے۔

مراکشی عرب اور ہسپانیہ میڈرڈ ۵ر اکتوبر پچیس ہزار ہسپانوی سپاہیوں نے تیس ہزار موروں (عربوں) کو شکست دی ہے اور ان کے مشہور مقامات پر قبضہ کر لیا ہے۔ ان مقامات میں ستان ہیڈ کوارٹر چھاؤنی کا صدر مقام بھی ہے۔

افغانستان کا بولشویکوں سے معاہدہ ہوگیا ہے پشاور ۴ر اکتوبر یہ عام طور پر معلوم ہو گیا ہے کہ افغانستان اور بولشویک حکومت کے درمیان معاہدہ ہو چکا ہے۔ ابتدائی باضابطہ گفت و شنید کے آغاز اور توثیق معاہدہ میں ایک سال گزر گیا ہے۔

شہنشاہ جاپان بیمار ہیں ٹوکیو ۹ر اکتوبر سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ شہنشاہ کی صحت تاتسلی بخش ہے۔ ضعف اعصاب کی سخت شکایت ہے۔

التوائے جنگ کا دن لندن ۵ر اکتوبر۔ ارل ہیگ کو امید ہے کہ ۱۱ر نومبر کا دن التوائے جنگ کی حقیقی یادگار کے طور پر منایا جائیگا۔

ہندوستانی آئرلینڈ کی تائید میں لندن ۴ر اکتوبر بسنتا رائے نے جسے مسٹر ڈی ویرا کا سفیر ہند کہا جاتا ہے۔ نیویارک میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ ہندوستان کے لوگ برطانی حکومت سے تنگ آگئے ہیں۔ اور وہ حکومت کے خلاف جنگ میں آئرلینڈ کی تائید کرنے کو تیار ہیں۔

امریکہ میں قاتلوں کی جماعت نیویارک کی پولیس نے اعلان کیا ہے۔ کہ اس نے امریکہ میں ایک ایسی جماعت کا سراغ لگایا ہے۔ جو سات پونڈ لیکر جسکو قتل کرانا ہو۔ قتل کر دیتی ہے۔

انگلستان میں گرمی: لندن ۶ر اکتوبر۔ انگلستان میں ابھی تک غیر معمولی گرمی پڑ رہی ہے۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن حبیب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)